نگران اعلیٰ مولانا مفتی محمود

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور



سُنی کانفرنس ٹائیں ٹائیں فش

پختونستان کا مسئلہ محض ایک ڈھونگ ہے۔

وفاقی وزیر حاجی فقیر محمد خان سے ایک اہم انٹرویو



قرآنی حدود کی اہمیت اور افادیت۔ کیا سنیؔ کانفرنس واقعی غیر سیاسی تھی؟ فلسفہ عید قربان
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، شہر شہر سے۔ طلباء کی سرگرمیاں۔ نظم اور دیگر مضامین

۳ تا ۹ نومبر ۱۹۷۸ء || شمارہ ۴۴ || قیمت ایک روپیہ

اکرام القادری

یہ مزاروں پہ سفیہوں کو نچانے والے

پھر ہیں سرگرم عمل وحدت ملّی کے خلاف — نت نئے روپ نئے ڈھونگ رچانے والے
وہ الجھتے ہیں فدایانِ حسین احمدؒ سے — جن کے اسلاف سے واقف ہیں زمانے والے
کیوں نہ یہ امّت مسلم کو لڑائیں باہم — چل دیے اِن کے وہ اب ناز اٹھانے والے
دعویٰ عشق رسول عربی ﷺ کرتے ہیں — گالیاں برسرِ منبر یہ سنانے والے
کفر کے تیر چلاتے رہے اقبالؒ پہ کل — قبر اقبال پہ یہ پھول چڑھانے والے
لڑ رہے ہیں جو محمد ﷺ کی شریعت کے لئے — کچھ انہی سے ہیں خفا شور مچانے والے

جانتے ہی نہیں آداب سیاست اکرامؔ
یہ مزاروں پہ سفیہوں کو نچانے والے

عا فرنگی



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۴۴

جمعۃ المبارک ۹ نومبر ۷۸ء ۳۰ ذی قعدہ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ —— روپے
ششماہی
۲۳ —— روپے
سہ ماہی —— ۱۱/۵۰ روپے

قیمت ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

۲۴ گھنٹے میں اسلام نافذ

گذشتہ چند ہفتوں سے جمعیۃ علماء پاکستان کے رہنماؤں نے واویلا کیا ہوا تھا کہ ہم نے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو ۲۴ گھنٹے میں ملک کے اندر اسلامی نظام نافذ کرنے کا خاکہ ارسال کیا ہے جس کی اب تک نہ رسید وصولی ہی موصول ہوئی اور نہ ہی صدر صاحب کی طرف سے کوئی جواب دیا گیا۔

ملتان سنی کانفرنس میں بھی ۲۴ گھنٹے میں اسلام نافذ کرنے کے نسخے کی دہائی دی گئی اور ذمہ دار افراد کی طرف سے بار بار اعلان کیا جاتا رہا کہ اگر حکومت کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا تو ہم اس ورکنگ پیپر کو شائع کر دیں گے۔ مقررین اور اعلان کنندگان کا لہجہ بھی اس سلسلے میں خاصہ تلخ و ترش اور دھمکی آمیز تھا۔

اس اعلان و اظہار کے بعد سے ہی عام سیاسی لوگ بالعموم اور دینی حلقے بالخصوص بڑی شدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ کب ۲۴ گھنٹے والا نسخہ شائع ہو اور کب وہ اس کا بنظر غائر مطالعہ کریں۔ انتظار کا یہ کرب جاری ہی تھا کہ جمعیۃ علماء پاکستان کے مرکزی رہنما پروفیسر شاہ فرید الحق نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس کر کے یہ نسخہ ورکنگ پیپر اخبارات کے حوالے کر دیا۔

۲۴ گھنٹے میں اسلام نافذ کرنے والے تیر بہدف نسخے کے مطالعے کے بعد بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ دینی حلقوں نے جو کچھ سوچا وہ یہی تھا کہ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا — جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نکلا

قارئین اخبارات کی وساطت سے ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں کہ اس نسخۂ شفاء ملت میں کیا کچھ تھا۔ یہی نا کہ شراب مکمل طور پر بند کر دو۔ فحاشی ختم کر دو۔ عریانی نہ ہونے دو۔ اسلام کی نظام تعزیرات فی الفور نافذ کر دو وغیرہ وغیرہ

سوچئے! اس میں کونسی ایسی بات ہے جو اس سے قبل سیاسی اور دینی جماعتوں کی طرف سے نہیں کہی گئیں۔ اگر یہ مطالبات ہی کرنے تھے تو یہ تو آپ اور دوسرے سب لوگ کرتے ہی رہتے ہیں اور کر ہی رہے ہیں بلکہ اس سے قبل کی حکومتوں سے بھی یہ مطالبات ہوتے رہے ہیں۔ آپ نے ایسا کونسا تیر مارا جسے ورکنگ پیپر کا نام دے کر آسمان سر پر اٹھانے کا اہتمام کیا۔

اور اگر یہ سارا کھڑاگ محض پروپیگنڈے اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے رچایا گیا تھا تو کچھ صبر سے کام لیا ہوتا اور شور مچاتے رہتے۔ ہائے ورکنگ پیپر وائے ورکنگ پیپر مگر افسوس سواد اعظم کی نمائندگی کے دعویدار صبر بھی نہ کر سکے۔ اگر یہ لوگ صبر سے کام لیتے اور واویلا ہی کئے جاتے تو "سواد اعظم" خود حکومت سے مطالبہ کرتے کہ وہ مولانا شاہ احمد نورانی کے بتلائے ہوئے نسخے کے مطابق ۲۴ گھنٹے میں اسلام نافذ کرے۔

حکومت کو مجبوراً ورکنگ پیپر پریس کے حوالے کرنا پڑتا نتیجۃً جمعیۃ علمائے پاکستان کے رہنماؤں کی بھد اکھڑتی اور ہوا خیزی بھی ہوتی جیسا کہ اب ہوئی ہے مگر وہ سستی شہرت تو حاصل ہو جاتی جس کے لئے یہ سارے پاپڑ بیلے جا رہے ہیں۔ شاید ایسے موقع پر کہا گیا ہے کہ

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی؟

اکرام القادری
۲۹-۱۰-۷۸

حرفِ محترمانہ

امجد علی شاکر
ایم۔ اے



ہمارے ہاں مدت سے ایک رواج سا چل پڑا ہے کہ معروضی امور سے زیادہ موضوعی امور پر خاص توجہ صرف کی جاتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں اکثر باتیں صرف خیال سے ذرا اٹھ کر تھیوری THEORY بن جاتی ہیں۔ انہیں عمل PRACTICE نصیب نہیں ہوتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میرا یہ کالم کبھی زیادہ تر موضوعی امور پر اظہار خیال کے لئے وقف ہو گا کیونکہ معروضی معاملات کی طرف لانے سے پہلے موضوعی معاملات پر بحث ضروری ہے۔ سب سے پہلے میں قارئین کی توجہ اپنے اس کالم کی طرف لیجاتا ہوں جس میں میں نے عرض کیا تھا کہ کسی بھی نظام فکر کی تفہیم کے لئے اس کے مخصوص نظام اصطلاحات کے تحت ہی گفتگو کرنا اور سمجھنا ضروری امر ہے

اب میں یہ پامال دعویٰ دھرانا چاہتا ہوں کہ ہر زبان کا ہر لفظ ایک ثقافتی پس منظر رکھتا ہے اس بات پر یقین پختہ کرنے کے لئے یہی عرض کرنا کافی ہو گا کہ ہم انگریزی زبان میں ایسے الفاظ ہزار جستجو سے بھی نہ ڈھونڈ سکیں گے جو حیا اور غیرت کا مفہوم ادا کر سکیں کیونکہ ان چیزوں کا یورپی تہذیب میں وجود نہیں پایا جاتا۔

دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ ہر قوم کا کسی نہ کسی چیز سے جذباتی رشتہ ہوتا ہے۔ جو ختم ہوتے ہوتے بھی کئی صدیوں تک چلتا ہے یہ جذباتی رشتہ کسی انتہائی عزیز نظریے یا ثقافت کا مظہر ہوتا ہے۔ یہ کسی سیاسی نظریے سے بھی ہو سکتا ہے۔ مگر جب کسی چیز سے یہ جذباتی تعلق قائم ہو جاتا ہے تو یہ اس قوم کی ثقافت میں بنیادی یونٹ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے اور پھر اس قوم کی پوری ثقافت اسی ایک نقطے کے مطابق ڈھلنے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر اور رفیقِ اعلیٰ انقلاب کے نتیجہ میں عربوں میں جب توحید و رسالت بنیادی حیثیت اختیار کر گئے تو ان کی جملہ ثقافت اسی بنیاد کے مطابق ڈھل گئی۔

میں اس بات کا مدعی نہیں کہ کسی قوم کی تہذیب و ثقافت میں تبدیلی ناممکن ہے میں تو زندگی کو پیہم رواں ہر دم رواں سمجھتا ہوں۔ عربوں کی ثقافت میں بھی تبدیلیاں آتی رہیں۔ کیوں اور کیسے آئیں یہ بات فی الحال خارج از موضوع ہے۔ ہر قوم میں کسی چیز کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور باقی تمام نظام زندگی اسی بنیاد پر استوار ہوتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ عربوں کی تہذیب کی بنیاد توحید و رسالت ہی رہی۔

آج کل مغربی دنیا میں جمہوریت اور سیاسی آزادیوں کا بہت چرچا ہے اصل میں بات یہ ہے کہ بنیادی قدر اور ضرورت ہے انہوں نے جمہوری حقوق صدیوں کی جدوجہد سے حاصل کئے۔ چونکہ ان کے پادریوں کے خود ساختہ مذہب نے اتنے ظلم توڑے اور اتنے عذاب نازل کئے کہ مذہب ان کے نزدیک جبر و استبداد کی علامت بن گیا۔ ان کے ہاں جمہوریت ایک بنیادی ثقافتی یونٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے فرد کی آزادی بڑی جدوجہد اور بڑی قربانیوں سے حاصل کی ہے اب انہیں جمہوریت انتہائی زیادہ عزیز ہے۔ ساتھ ہی مذہب نے ان پر بے انتہا ظلم کئے اس لئے مذہبی حکومت کا تصور ہی ان کے لئے خطرناک ہے۔ جب کہ ہمارے ہاں مذہبی حکومت پر بہت زور دیا جاتا ہے۔

ان کے ہاں سائنس اور مذہب سیاست اور مذہب علیحدہ علیحدہ اور متحارب کیمپوں کی صورت میں رہے ہیں۔ ان کے غلط مذہب نے سائنس کی حقیقت کو رد کیا۔ انسانی حقوق کو پامال کیا اسی لئے وہ لوگ جب بھی سیاست یا سائنس کا نام لیتے ہیں تو مذہب کو بالکل متضاد سمجھ کر رد کر دیتے ہیں۔

ہمارے ہاں کے یورپ زدگان چونکہ اپنی ملت کی صدیوں کی تاریخ سے ناواقف ہیں۔ اس لئے وہ بھی یورپی سیاست اور تاریخ اور فکر پڑھ کر سیاست اور مذہب کو جدا جدا کرتے ہیں ہمارے ہاں کے بعض خود ساختہ مفکروں نے اسلام میں ریاست اور سیاست کے اسی طرح ہی تمام پہلو دریافت کئے جو جمہوریت کے نظام سیاست میں تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں جہاں اسلام نے وقت کی ضرورت کے مطابق طریقہ اپنانے کی آزادی دے رکھی تھی ان مفکروں نے اس پہلو کے بارے میں اصول اسلام کے متعلق دریافت کر لئے۔ مگر یہ اصول زیادہ عرصہ نہ چل سکے تو چونکہ پہلے یہ ان اصولوں کو اسلام کے سر تھوپ چکے تھے اب ان کی حفاظت ان کے لئے انتہائی ضروری ہو گئی۔ حالانکہ انھوں نے یہ سوچا کہ جمہوریت محض اور محض ایک وقتی ضرورت کی پیداوار اور صرف ایک سیاسی نظام ہے اور اسلام ابدالآباد تک کے لئے خلق کی راہنمائی کے لئے مکمل دین ہے۔

برطانوی نظامِ جمہوریت کو اسلام کے مطابق ثابت کرنے کے بعد جمہوریت کے بنیادی لوازمات یعنی نجی ملکیت کی از وقت بھی اسلام میں فرض عین ثابت کر دی گئی۔ جمہوریت چونکہ برطانوی سرمایہ داری نظام کی پیداوار تھی اس لئے آزاد تجارت اور ذرائع پیداوار پر انفرادی کنٹرول وغیرہ کا اسلام میں سراغ لگایا گیا۔ ایک خاص قسم کے مغربی سیاسی ڈھانچے پر اسلام کے سیاسی پہلو کو منطبق کر کے اسلام قرار دے کر اس کی حفاظت مذہبی فریضہ ٹھہرا دی چونکہ انہوں نے یہ نیا ڈھانچہ دریافت کیا تھا جو پہلے نہ تھا تو انہوں نے اور ڈھٹائی کی حد کرتے ہوئے لکھ دیا کہ کئی جلیل القدر صحابہ بھی اسلام کے نظامِ سیاست اور ریاست کو نہ جانتے تھے۔

الطاف حسین
بی اے، ایل ایل بی





پختونستان کا مسئلہ محض ایک ڈھونگ ہے

جب تک صوبائی حکومتوں کا قیام عمل میں نہیں آتا عوام کے مسائل و مشکلات کا تدارک مشکل ہے۔

مرکزی وزیر برائے امور کشمیر، ریاستیں۔ شمالی و قبائلی علاقہ جات حاجی فقیر محمد خان الائی سے انتہائی اہم انٹرویو۔

وفاقی وزیر برائے امور کشمیر، ریاستیں۔ شمالی و قبائلی علاقہ جات جناب حاجی فقیر محمد خان الائی موضع بانڈی گو تحصیل بٹگرام ضلع کوہستان کے سواتی پٹھانوں کی شاخ ملکال سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا قبیلہ اس علاقہ کا انتہائی قابل احترام و معزز گھرانہ سمجھا جاتا ہے۔ اس قبیلہ کے نظم و نسق، فلاح و بہبود کی ذمہ داری آپ ہی کے خاندان کے پاس چلی آرہی ہے۔ آپ کے والدگرامی جناب خان حاجی نعمت اللہ خان اپنے قبیلہ کے سردار تھے لیکن صوبہ سرحد کے دوسرے قبائل کے سرداروں سے بالکل مختلف آپ انتہائی دیندار۔ عوام دوست واقع ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے فرزند ارجمند خان فقیر محمد خان کی تربیت ان خطوط پر کی کہ ان کا وجود علاقہ کے لوگوں کے لئے مفید ثابت ہوسکے۔ ایک طرف تو اپنے بیٹے فقیر محمد خان کو برصغیر کی نامور اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے لئے بھیجا اور دوسری طرف آپ کو موجودہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد حاجی فقیر محمد خان نے اپنی زمینوں کی دیکھ بھال اور اپنے علاقہ کے لوگوں کی فلاح و بہبود میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔

یوں تو آپ کے والدگرامی ۱۹۵۸ء تک اپنے قبیلہ کے "خان" ہونے کی حیثیت سے اپنی تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوتے رہے لیکن ہر معاملات میں حاجی فقیر محمد خان سے مشورہ ضرور لیتے۔ اسی سال خان نعمت اللہ خان کی وفات کے بعد ان ذمہ داریوں کا مکمل بوجھ حاجی فقیر محمد خان کے کندھوں پر آن پڑا جسے آپ نے انتہائی خوش اسلوبی سے نبھایا۔

آپ جمعیۃ علماء اسلام کے معروف رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں لیکن ملکی سطح پر آپ کو شہرت اس وقت ملی جب بھٹو نے آپ کو الیکشن میں ہرانے کے لئے ذاتی دلچسپی لی۔ آپ پھر بھی ضلع کوہستان کی مرکزی سیٹ سے کامیاب ہوئے۔ تحریک نظام مصطفٰے چلی تو آپ بھٹو کے لئے دردسر بن گئے۔ جب آپ کو ہری پور میں پابند سلاسل کیا تو غیور کوہستانیوں نے اپنے "خان" کی گرفتاری کے خلاف ردعمل اور نظام مصطفٰے کے حق میں شاہراہ قراقرم بند کردی۔ پھر کیا تھا بھٹو کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ بی۔ بی۔ سی کے نمائندے حاجی فقیر محمد خان سے ہری پور جیل میں انٹرویو کے لئے چکر لگانے لگے۔ ادھر دوسری طرف بھٹو۔ ٹکا خان اور گورنر سرحد نصیر الدین بابر نے منتوں سے لے کر دھمکی کا ہر حربہ استعمال کیا کہ کسی طرح یہ کوہستانی مجاہد ان کی چال میں آجائیں لیکن حاجی صاحب نے جرأت و استقامت سے حکومت کے ہر ہتھکنڈے کو ناکام بنا دیا اور پھر اس شان سے جیل سے باہر آئے کہ بھٹو کی نام نہاد مضبوط کرسی پاش پاش ہوگئی جب مولانا مفتی محمود صاحب نے قومی اتحاد کی طرف سے جنرل ضیاء الحق کو وزراء کی فہرست پیش کی تو آپ کا جمعیۃ کی طرف سے نام سرفہرست تھا۔ آپ کی عوام دوستی، اسلام سے محبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۵۲ء میں آپ نے اپنے آزاد علاقہ کو اس لئے پاکستان سے مدغم کرنے میں بھرپور حصہ لیا کہ اس ملک میں اسلامی نظام نافذ ہوگا تو یہ علاقہ بھی اس سے بہرہ ور ہو لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔

میں گذشتہ دنوں جب اسلام آباد گیا تو اس درویش صفت کوہستانی مجاہد سے انٹرویو کی ٹھانی۔ رات آٹھ بجے ایف۔ ایٹ کٹھری میں واقع حاجی فقیر محمد خان کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ اسلام آباد کے اس علاقہ میں رات ہوتے ہی سناٹا چھا جاتا ہے۔ مرگلہ روڈ پر چند کوٹھیاں مکمل ہو چکی ہیں لیکن حاجی صاحب کے بنگلہ میں خاصی رونق تھی۔

کشمیر اور شمالی علاقہ جات سے آئے ہوئے تقریباً دو درجن کے قریب لوگ آپ کے انتظار میں تھے۔ ہم بھی اس فہرست میں شامل ہو گئے۔ حاجی صاحب نے اپنی کوٹھی پر متعین پولیس گارڈ کو بھی ملاقاتیوں کو بلا روک ٹوک اندر بھیج دینے کا حکم دے رکھا ہے۔ خان صاحب اسلام آباد ہی میں کسی تقریب میں شرکت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے وزیر امور کشمیر تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ جمعیۃ علماء اسلام ضلع مانسہرہ کے جنرل سیکرٹری جناب عبدالستار خاں بھی ہیں۔ مجھے سب سے پہلے بڑھ کر گلے لگایا۔ خیر و عافیت کے بعد وزیر موصوف تمام لوگوں کے ساتھ ہال کمرہ میں تشریف فرما ہوئے۔ میں حاجی فقیر محمد اور وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات میں ذہنی طور پر کچھ فرق دیکھنے کا متلاشی تھا لیکن مجھے اس میں مکمل ناکامی ہوئی۔ وزارت سنبھالنے سے چند روز پہلے والے حاجی صاحب جنہیں میں نے مانسہرہ میں اپنے علاقہ کے لوگوں کا کام انتہائی انہماک اور لگن سے کرتے دیکھا تھا آج بھی وہ اسی جذبہ سے سرشار اپنے مشن کی تکمیل میں سرگرم عمل تھے۔ تمام منتظرین سے فرداً فرداً خیریت دریافت کی پھر سب سے پہلے کشمیر سے آئے ہوئے ایک معذور اور ضعیف شخص کے کام کے سلسلہ میں اسکی درخواست پر احکامات صادر فرمائے۔ اکثر لوگوں سے معلوم ہوا کہ حاجی صاحب تمام دن دفتر میں کام کرنے کے بعد رات گئے تک اپنی کوٹھی پر لوگوں کے مسائل اور مشکلات بڑی توجہ سے علیحدگی میں سنتے ہیں۔ میں نے انٹرویو کے سلسلہ میں تھوڑا سا وقت مانگا تو اسی لمحہ تیار ہو گئے اور ہم ہال کمرہ سے ملحق چھوٹے سے کمرے میں چلے گئے

میں نے سب سے پہلا سوال آپ کی وزارت کے دائرہ کار اس کی وسعت و اختیارات کے سلسلہ میں کر دیا۔ چند ساعتوں کے لئے حاجی صاحب نے شیشہ میں سے ہال کمرہ میں بیٹھے ہوئے کشمیریوں اور قبائلیوں کو غور سے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوا کہ میرے سوال کا جواب ڈھونڈھ رہے ہیں۔ پھر نہایت صاف و شستہ اردو زبان میں گویا ہوئے۔

الطاف صاحب! میرے لئے جس وزارت کا انتخاب ہوا ہے وہ بین الاقوامی اہمیت کی حائل ہے کیونکہ اس ڈویژن میں کشمیر اور قبائلی علاقے آتے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ کشمیر اور پختونستان کے مسئلہ کی وجہ سے تمام دنیا اس میں دلچسپی رکھتی ہے اور اس سلسلہ میں ہمارا ہر قول و فعل انتہائی سوچ بچار کی بھٹی سے گزر کر آتا ہے۔ جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے ہماری وزارت اس سلسلے میں تمام پالیسیاں اور منصوبہ جات مرتب کرتی ہے اور پھر ان پر عمل درآمد وہاں کی حکومت کے ذریعہ کرواتے ہیں لیکن ان پر ہم کڑی نظر رکھتے ہیں کہ ان پر صحیح اور بروقت عمل درآمد ہو۔ شمالی علاقہ جات براہ راست ہمارے کنٹرول میں ہیں لیکن قبائلی علاقوں (Tribal Areas) کا نظم و نسق ہم پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعہ چلاتے ہیں۔ یہ تو ہیں میری وزارت کے کوائف لیکن ہمارا مقصد تو ہر حال میں عوام کی خدمت ہے۔

سوال :۔ یہ فرمائیں کہ واقعی پختونستان کوئی مسئلہ ہے یا پھر محض ایک ڈھونگ ہے؟

جواب :۔ پختونستان کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک سٹنٹ Stunt ہے جسے بعض اذہان بعض افراد اور چند سابقہ حکومتوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے کھڑا کیا ورنہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ایک طبقہ اس نام کو صوبہ سرحد کی جگہ اپنانے پر زور دیتا رہا ہے لیکن کسی علیحدہ خطہ کے لئے اس کو نہیں اٹھایا گیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ انہی چند ناعاقبت اندیش افراد اور حکمرانوں نے اس کو اس طرح پریس میں اچھالا کہ یہ خواہ مخواہ بعض لوگوں کو مسئلہ نظر آنے لگا۔

سوال :۔ کیا آپ صوبہ سرحد کا نام پختونستان رکھ دیئے جانے کے حق میں ہیں؟

جواب :۔ عزیزم! جہاں تک سرحد نام کا تعلق ہے یہ کوئی نام نہیں یعنی سرحد کے معنی حد (Boundry) کے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں کسی بھی مناسب نام رکھ دیئے جانے کا مخالف نہیں ہوں لیکن کسی متنازع نام کی کیا ضرورت ہے اب تو اس نام کی رٹ لگانے والے بھی اس سے دستبردار ہو گئے ہیں۔

سوال :۔ ایک ہمسایہ ملک بھی پختونستان کے نام نہاد مسئلہ کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے پر کوشاں رہتا ہے۔ کیا واقعی صوبہ سرحد میں انکے کچھ ہمنوا ہیں؟

جواب :۔ دراصل یہ ملک اس طرح اپنے عوام اور عالم اقوام کی اپنے ملک کے حالات سے توجہ ہٹا کر اس طرف لگانا چاہتا ہے۔ ورنہ پاکستان کے کسی شخص نے ظاہری طور پر اپنے قول و فعل سے ان کے موقف کی حمایت نہیں کی۔ ہم اپنے ملک کے ایک ایک انچ جگہ کے مالک ہیں۔ ہمارے صوبہ سرحد کے بھائی پکے اور سچے مسلمان اور محب الوطن ہیں۔

سوال :۔ آزاد کشمیر کے عوام کی طرف سے میڈیکل کالج و دیگر فنی تعلیمی اداروں کے اجراء پر زور دیا جاتا ہے۔ اس مطالبہ پر آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب :۔ یہ حقیقت ہے کہ آزاد کشمیر میں میڈیکل کالج و دیگر جدید فنی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ پاکستان کے مختلف کالجوں میں کشمیریوں کے لئے کچھ نشستیں مخصوص ہیں لیکن یہ آبادی کے لحاظ سے انتہائی قلیل ہیں۔ میں نے اس سلسلہ میں صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب سے بات کی ہے اور ہم اس سلسلہ میں کوشاں ہیں۔ آئندہ سال مجوزہ ہزارہ میڈیکل کالج میں آزاد کشمیر کے لئے زیادہ سے زیادہ نشستیں رکھی جائیں گی۔ مجھے امید ہے کہ جنرل ضیاء الحق صاحب اپنے دورہ کشمیر کے دوران اس مسئلہ پر غور فرمائیں گے اور عوام کی منشاء کے مطابق اقدامات اٹھائیں گے۔

سوال :۔ کیا کشمیر میں بیروزگاری کے خاتمہ اور معاشی پسماندگی دور کرنے کے لئے کچھ صنعتیں لگائی جا رہی ہیں؟

جواب :۔ ہاں ہماری حکومت اس سلسلہ میں خاص توجہ دے رہی ہے۔ گذشتہ سال کام کے بوجھ کی وجہ سے خاص توجہ نہ دی جا سکی۔ لیکن اس سال ماچس اور ٹیکسٹائل کی فیکٹریاں بڑی تیزی سے مکمل کر لی جائیں گی۔

سوال :- آپ اب تک کشمیر اور شمالی علاقوں کا دورہ فرما چکے ہیں۔ ان علاقوں کے عوام کس قسم کے مسائل اور شکایات آپ کے سامنے لائے؟

جواب :- کشمیر کے دورہ میں عوام نے انتظامیہ کے نارواد رویہ کی شکایت کی جن کو دور کرنے کے لئے میں نے فوری احکامات جاری کئے اور میں نے عوامی نمائندوں اور اعلیٰ افسران کی مشترکہ میٹنگوں میں اپنی تقریروں میں یہ بات واضح کی کہ اب وقت بدل چکا ہے۔ افسران کو عوام کے خادم بن کر ان کے مسائل حل کرنے ہوں گے۔ اسی طرح شمالی علاقوں کے لوگوں کو بھی افسران سے شکایت تھی جنہیں میں نے فوری طور پر ریزیڈنٹ کمشنر کے نوٹس میں لایا اور آئندہ اس قسم کی شکایات کے قلع قمع کی تاکید کی۔

سوال :- آپ کو قلمدانِ وزارت سنبھالنے پر کسی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیا آپ کی وزارت کا عملہ آپ سے تعاون کر رہا ہے؟

جواب :- ہم نے کٹھن دور میں توکل علی اللہ اس بیڑے کو اٹھایا ہے اور امید ہے اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شاملِ حال ہے کیونکہ ہم اس ملک میں ایک عظیم و اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر ایسا کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں۔ ہمیں اس سلسلہ میں کسی قسم کی پریشانی نہیں۔ میرا ضمیر مطمئن ہے۔ میں اس بھاری بھرکم بوجھ کو اپنی تمام توانائیوں اور صلاحیتوں سے اٹھائے ہوئے ہوں۔ میری وزارت کے تمام عملہ نے بھی مجھ سے ہر ممکن تعاون کیا۔ ہم بھی ایسے لوگوں کی قدر کرتے ہیں۔

سوال :- کیا آپ وزارت سنبھالنے کے لئے تیار تھے اور اس سلسلہ میں آپ اپنے ذہن میں اس کی اصلاح کا خاکہ بھی رکھتے تھے۔

جواب :- میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ مجھے اس اہم ذمہ داری کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے۔ میں ان دنوں قائد محترم حضرت مفتی صاحب سے کئی دفعہ ملا۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ مفتی صاحب کچھ علیل تھے۔ دوسرا ان دنوں جنرل ضیاء الحق صاحب نے ہر علاقہ سے اپنی کابینہ میں کچھ آزاد وزراء کی نوید سنائی تھی۔ میں بھی اپنے علاقہ سے کچھ اچھے آدمیوں کو مفتی صاحب کے ذہن نشین کرانے آیا تھا کیونکہ ہم جمعیۃ کے کارکن جماعتی اور ملکی مفادات کے لئے ایسا ضروری سمجھتے تھے، لیکن مجھے اس وقت پتہ چلا کہ حضرت مفتی صاحب نے ہمیں ۲۳ اگست کی دوپہر کو جنرل ضیاء الحق صاحب سے ملاقات کے لئے بھیجا۔ جب میں نے یہ محسوس کیا کہ میرے قائد نے مجھے اس اہل سمجھا تو یہ بھی میرے لئے ایک اعزاز تھا۔ میں نے اپنے قائد اور رہنما کے حکم اور جماعتی و ملکی مفاد کے لئے یہ بوجھ اٹھایا۔ رہا اس وزارت کے سلسلہ میں اصلاحات کا ذہن میں خاکہ رکھنے کا تو ہم اس کا عملی مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہم زبانی جمع خرچ کے قائل نہیں بلکہ اپنے قول و فعل سے اسے ثابت کر کے دکھائیں گے۔

سوال :- حاجی صاحب! اکثر وزراء افسر شاہی کی غلط روش کی شکایت کرتے ہیں۔ کیا آپ بھی سرکاری ملازمین کو اپنے راستہ میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں۔

جواب :- حاجی صاحب نے ہال کمرہ میں ٹہلتے ہوئے مہمانوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ میرا تجربہ اور تجزیہ یہ ہے کہ سرکاری ملازمین عوام کے مسائل حل کرنے میں ناکام رہے ہیں اور بعض لوگ تو ایسا جان بوجھ کر کر رہے ہیں تاکہ موجودہ حکومت ناکام ہو اور آئندہ الیکشن میں یہ لوگ کامیاب ہوں۔ لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ عوام افسر شاہی سے تنگ ہیں نا کہ موجودہ عبوری حکومت سے۔ مجھے ذاتی طور پر ان سے یہ شکوہ ہے کہ یہ ٹولہ عبوری حکومت کے فیصلوں پر عملدرآمد میں تاخیری حربے استعمال کر رہا ہے جبکہ موجودہ حکومت جلد از جلد عوامی مشکلات کے حل کی خواہاں ہے۔

سوال :- بھٹو دور میں جس کمر توڑ مہنگائی کا سامنا تھا اس میں موجودہ حکومت بھی کوئی خاطر خواہ کمی نہ کر سکی۔ کیا آپ نے اپنی شمولیت کے بعد اس پر توجہ فرمائی ہے۔

جواب :- یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں سب سے بڑے مسائل میں مہنگائی سرفہرست ہے لیکن یہ مسئلہ ہمیں ورثہ میں ملا۔ بھٹو اور اس کے حواری خزانہ خالی کر گئے۔ آپ یقین جانیں کہ قیمتوں میں ٹھہراؤ بھی اس حکومت کا بڑا کارنامہ ہے وگرنہ حالات تو کسی اور طرف جا رہے تھے۔ دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر مہنگائی کا رجحان ہے لیکن ہم ان وجوہات کو جواز بنا کر مہنگائی میں کمی کرنے سے چشم پوشی نہیں کریں گے۔ ہم اس سلسلہ میں اقدامات اٹھا رہے ہیں اور ان پر سختی سے عمل بھی کرایا جائے گا۔ آج کی ہماری کابینہ میٹنگ میں کھاد کی قیمت میں پانچ روپے بوری کمی کا فیصلہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کسانوں کے لئے دیگر چند مراعات کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ گندم کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ بھی مہنگائی میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

سوال :- کیا آپ بھی جلد از جلد صوبائی حکومتوں کی تشکیل ضروری سمجھتے ہیں اور اس میں تاخیر وفاقی وزراء کے لئے مشکلات کا باعث بن سکتی ہے؟

جواب :- ہماری پختہ رائے ہے کہ صوبائی حکومتوں کا قیام جلد از جلد عمل میں آنا چاہیئے کیونکہ جب تک صوبائی حکومتیں نہیں بنتیں اس وقت تک عوام کے مسائل میں نمایاں تبدیلی نہیں لائی جا سکتی اور وفاقی وزراء پر بھی عوامی مسائل و مشکلات کا بوجھ اسقدر ہے کہ وہ اپنی وزارت میں اصلاحات، پالیسیوں اور مختلف اقدامات پر توجہ نہیں دے سکتے۔ وفاقی وزراء کے بوجھ میں کمی اور عوامی مشکلات کے حل کے لئے صوبائی حکومتوں کا قیام ناگزیر ہے۔

سوال :- آئے دن اسلامی نظام کے نفاذ کی نوید سنائی جاتی ہے لیکن اس سلسلہ میں عملی اقدام کب اٹھائے جا رہے ہیں؟

جواب :- عزیزم میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قومی اتحاد کے تمام رہنما ہماری کابینہ کے سب ساتھی اور صدر مملکت جنرل ضیاء الحق دن رات اسی فکر میں ہیں کہ جلد از جلد اسلامی نظام کے سلسلہ میں چند ابتدائی اقدامات اٹھائے جائیں۔ اب تو اس اعلان میں مہینے نہیں بلکہ دن لگیں گے۔

سوال :- آپ سیاست میں عملی طور پر کب داخل

ہوئے اور اب تک کن سیاسی
معرکوں میں حصہ لے چکے ہیں ؟

جواب :۔ میں شروع ہی سے اکابر جمعیتہ علماء اسلام سے خاص تعلق رکھتا ہوں کیونکہ ہمارے علاقے میں سیاسی جماعتوں کا وجود نہ تھا اور ہم لوگ جرگہ سسٹم کے تحت زندگیاں گزار رہے تھے ۔ جب ۱۹۷۰ء کے الیکشن سے کچھ پہلے سیاسی جماعتوں کی تشکیل کی اجازت ہوئی اور ۱۹۷۰ء میں اس علاقہ کے عوام کو حق رائے دہی کی اجازت ملی تو میں نے عملی طور پر جمعیتہ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی اور پھر دن رات اسے منظم اور مستحکم بنانے کی کوشش کی ۔ جب ۱۹۷۰ء الیکشن کے لئے ہائی کمان نے مولانا عبدالحکیم اور حقنواز کو نامزد کیا تو ہم نے اپنی تمام کوششوں سے انہیں کامیاب کرایا ۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں یہ لوگ ہمیں دغا دے گئے ۔

سوال :۔ آپ اب تک جمعیتہ کے کن عہدوں پر فائز رہے ہیں ؟

جواب :۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ ہمارے علاقہ میں سیاسی جماعتوں کا وجود ۸-۹ سال سے ہے اس وقت سے میں جماعت کے اہم عہدوں پر کام کر رہا ہوں ۔ شروع میں مجھے تحصیل کا جنرل سیکرٹری بنا دیا گیا اور ساتھ ہی جمعیتہ صوبہ سرحد کی شوریٰ کا رکن نامزد کر دیا گیا ۔ اس کے بعد جب مولانا عبدالحکیم نے جماعت کو چھوڑا تو مجھے ضلع ہزارہ جمعیتہ علماء اسلام کا امیر بنا دیا گیا ۔ (پہلے موجودہ تین ضلعوں کی بجائے صرف ضلع ہزارہ میں ہوتا تھا ۔

سوال :۔ ۱۹۷۷ء میں آپ دھاندلی کے باوجود جیت گئے ۔ کیا واقعی آپ کے علاقہ میں جمعیتہ علماء اسلام انتہائی مضبوط جماعت ہے ؟

جواب :۔ ہم لوگ اتحاد کی برکت سے جیتے ہیں لیکن یہ بات تمام لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے کوہستان ضلع میں جمعیتہ علماء اسلام کی عظیم اکثریت ہے ۔ دوسری کسی بھی جماعت کا وجود نام کی حد تک ہو سکتا ہے جیسا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ میری سیٹ کے لئے بھٹو نے دھاندلی کے لئے خاص احکامات صادر کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی دی ۔ ہمارے ووٹوں کی بھاری تعداد بھٹو کھاتے میں ڈالنے کے باوجود ہم جیت گئے ۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ عظیم اکثریت کس کی ہے ۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ بھٹو دھاندلی سیل وزیر اعظم ہاؤس سے بار بار میری شکست کا اعلان کرنے کا حکم دے رہا تھا لیکن مقامی انتظامیہ یہ جانتی تھی کہ ایسا کرنے سے غیور کوہستانی بھٹو کے تخت و تاج کے لئے فوری خطرہ بن جائیں گے اور وہ اپنے باس کو اس صورتحال کا احساس دلانے میں کامیاب ہو گئے ۔

خان صاحب سے ملنے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو چکا تھا اور ہمارا کھانا بھی ڈائننگ ٹیبل پر ٹھنڈا ہو رہا تھا ۔ جب حاجی صاحب نے یہ پوچھا کہ بھئی اب کچھ اور سوالات ہیں تو کھانے کے بعد ہو جائیں لیکن میں اپنا کام مکمل کر چکا تھا ۔ ہم جب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے تو حاجی صاحب نے لوگوں کو فرداً فرداً علیحدگی میں بلا کر ان کے مسائل و مشکلات انتہائی دلچسپی و توجہ کے ساتھ سننے شروع کر دیئے ۔ وزارت کے بعد آپ میں انکساری و بردباری پہلے سے کئی گنا زیادہ عود کر آئی ہے ۔ تقریباً رات کے ساڑھے نو بج چکے تھے اور میں اپنے دوست جمیل صاحب کے ساتھ موٹر سائیکل پر راولپنڈی کی طرف روانہ ہوا لیکن حاجی صاحب کے حسن سلوک اور جذبہ عوام دوستی رہ رہ کر آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا ۔ اور میں یہ بات بلا خوف و خطر کہہ سکتا ہوں کہ اس ملک نے حاجی صاحب جیسے انسان دوست وزیر بہت کم دیکھے ہوں گے ۔

مراسلہ نگار توجہ فرماویں

ایڈیٹر کے نام مراسلات کے صفحہ پر صرف وہی مراسلات شائع کئے جاتے ہیں جو مختصر صاف اور کاغذ کے ایک طرف لکھے گئے ہوں ۔

خالد صدیقی
ایم۔ اے معاشیات

مہنگائی ۔ اسباب اور حل

آج کل عوام کی اکثریت جس سنگین مسئلہ سے دوچار ہے اور جس کے باعث پریشان اور مستقبل کے لئے فکرمند ہے۔ مہنگائی۔ پاکستان کو معرض وجود میں آئے اکتیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہم معاشی طور پر اتنے پریشان ہیں کہ اس سے پہلے نہ تھے۔ ہم سے بعد میں آزاد ہونے والے ممالک کی معاشی حالت ہم سے بہتر ہے۔ مثلاً چین کو ہی دیکھ لیں۔ اس نے ہر لحاظ سے خصوصاً معاشی طور پر اتنی ترقی کی ہے کہ تمام دنیا اس کی معترف ہے یہی وجہ ہے کہ جب چین میں زلزلہ آیا۔ تو اسکی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ دوسرے ممالک سے امداد لی جائے۔

اس وقت ہمارے ملک میں جو معاشی نظام رائج ہے میرے خیال میں مہنگائی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ آج جس ملک میں بھی سرمایہ دارانہ نظام رائج ہے۔ وہ کم و بیش ضرور مہنگائی۔ بے روزگاری تجارتی چکروں اور افراطِ زر میں مبتلا ہے۔ اس وقت امریکہ دنیا کا امیر ترین ملک مانا جاتا ہے۔ مگر وہاں بھی ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً افراطِ زر کی شرح ۱۵ فیصد ہے۔ بغور فرمائیں کہ جس معاشی نظام کی بنیاد سٹہ بازی ہو۔ سود پر ہو۔ ذخیرہ اندوزی پر ہو۔ اسی میں مہنگائی نہ ہوگی تو کیا خوشحالی ہوگی؟ ایک شخص گھر بیٹھ کر اپنے سرمایہ اور ٹیلی فون کے بل بوتے پر زبانی کلامی اشیاء کے سودے کرتا ہے اور مستقبل میں فیصلے نرخ خود ہی مقرر کرتا ہے۔ حالانکہ اس نے شے خریدی نہیں شے موجود نہیں البتہ مستقبل میں اس کا نرخ بڑھا دیا۔ آپ بتائیں وہ شخص مہنگائی کا ذمہ دار ہے یا نہیں۔ اسی طرح دوسرا شخص اپنے سرمائے کے بل بوتے پر منڈی سے اجناس خرید کر ذخیرہ کر لیتا ہے۔ تاکہ اسکی رسد کم ہو کر قیمت بڑھ جائے اور پھر اس بڑھی ہوئی قیمت سے فائدہ اٹھائیں۔ اسی طرح ایک شخص اپنے سرمائے کو آگے سود پر چلاتا ہے۔ اب لینے والے کو خواہ نقصان ہی ہو اسے مقررہ سود ملنا چاہئے۔ یہ بھلا کہاں کا انصاف ہے۔ الغرض اس نظام بد کا بہ نظر غور جائزہ لیں اور ماضی و حال کے تجربات کو مدنظر رکھیں مثلاً ۱۹۳۰ء کی عالمی کساد بازاری وغیرہ تو صاف طور پر نظر آئیگا کہ مہنگائی کا سب سے بڑا سبب ہمارا مروجہ نظام معیشت ہے۔

ہمارے وطن پاک میں مہنگائی کی دوسری وجہ ہمارے اپنے افعال ہیں سابقہ حکومتوں کی طویل خسارہ DEFICIT FINANCE کی پالیسیاں اور ان سے پیدا شدہ افراط زر ہی مہنگائی کا باعث ہیں۔ پاکستان کے دوسرے پانچ سالہ منصوبے میں ۹۵۶۹ اکروڑ روپے کی خساراتی سرمایہ کاری کی گئی جس کے نتیجے میں قیمتوں میں ۲۵٪ اضافہ ہوا۔ دوسرے منصوبے میں ۸۰ اکروڑ روپے کی خساراتی سرمایہ کاری کی گئی۔ اسی طرح تیسرے منصوبے میں ۵۰ اکروڑ روپے تمویل خسارہ سے حاصل کرنے کا پروگرام بنایا گیا مگر ۱۹۶۹ء میں ۵۹۰۷ ملین روپے زیرگردش تھے جس سے قیمتیں بے تحاشہ بڑھیں۔ اور افراط زر میں اضافہ ہوا۔ اس وقت تقریباً ۲۰ ارب روپے کے نوٹ زیرگردش ہیں۔ حالانکہ متحدہ پاکستان کے وقت اتنے نوٹ زیرگردش نہ تھے۔

ہمارے ہاں مہنگائی کا ایک سبب غیر ملکی قرضے بھی ہیں۔ آج تک قرضوں کی آسان شرائط کی وجہ سے ہم نے خوب دل کھول کر قرضے لئے اور پھر ایسی جگہ استعمال کرائے گئے جو کہ فائدہ مند نہ تھے۔ نتیجۃً اس وقت ہم سات بلین ڈالر سے زیادہ کے مقروض ہیں اور ہماری برآمدات کا ایک تہائی قرضوں کے سود میں جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام متحدہ کے تجارت اور ترقی کی کانفرنس UNCTAD کے شائع کردہ عالمی اقتصادی جائزہ "ECONOMIC OUTLOOK WORLD" برائے ۷۹-۱۹۷۸ء میں لکھا ہے کہ کم ترقی یافتہ غریب ملکوں جنمیں پاکستان شامل ہے کی قوت خرید ۷۹-۱۹۷۸ء میں بڑھے گی نہیں بلکہ کم ہوگی۔ ان ملکوں یعنی پاکستان اور دوسرے پسماندہ ممالک کے لئے ہوئے عالمی قرضوں کے متعلق شرائط میں سختی برتی جائے گی۔ اور یہ ممالک اپنی تمام کمائی ہوئی دولت یعنی خام مال (کچے) مال کی برآمد سے آمدنی کا ۲۵٪ یعنی ایک چوتھائی ان قرضوں کے سود اور ادائیگی کی قسطوں میں دیں گے۔ اب اندازہ لگالیں کہ انجام گلستان کیا ہوگا۔

پاکستان میں مہنگائی کی ایک وجہ ہماری کرنسی کی شرح مبادلہ ہے۔ ۸ مئی ۱۹۷۲ء کو سٹیٹ بینک نے کرنسی کی شرح مبادلہ میں ۱۳۱ء۱٪ کمی کردی جس سے ہمارے قرضوں کی مالیت ایک ہی دن میں ۱۶ ارب ۳۲ کروڑ روپے سے بڑھ کر ۳۸ ارب ۷۳ کروڑ روپے ہوگی۔ یہ ٹھیک کہ اسوقت استحکام زر ضروری تھا مگر اتنا بھی نہیں تھا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ کہ ملک کس دور میں آگیا ہے۔ پھر صنعتوں کو قومیانے کی پالیسی سے سرمایہ کاری (نجی) کی فضا اور خراب کر دی۔ ملکی سرمایہ دھڑا دھڑ باہر جانے لگا۔ جس سے ملکی معیشت مزید خراب ہوئی۔ اور اشیاء کی قلت اور مہنگائی میں اضافہ ہوا۔

مہنگائی کسی حد تک ہمیں وراثت میں بھی ملی ہے اور ۷۵٪ ہماری اپنی پیدا کردہ ہے۔ قیام پاکستان کے وقت اس خطہ کی معاشی حالت اتنی بہتر نہ تھی۔ معاشیات کا اصول ہے کہ جب کسی ملک میں آمدنی کم ہو تو پیداوار کم ہوگی۔ کم پیداوار سے کم بچتیں۔ کم سرمایہ کاری اور معاشی پسماندگی ہوگی چنانچہ

اس طرح ایک ملک منحوس چکر (VICIOUS CIRCLE) میں پھنسا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ایک ملک اپنی غربت کی وجہ سے غریب ہو جاتا ہے۔

معاشی استحکام سیاسی استحکام کے بغیر ناممکن ہے۔ ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے ہماری بدقسمتی کہ ہمیں آجتک سیاسی استحکام نہ مل سکا۔ متعدد بار مارشل لاء لگا۔ جنگیں ہوئیں۔ جلسے جلوس ہڑتالیں غرضیکہ یہ سب عناصر آج مہنگائی کا سبب ہیں۔ مہنگائی کا ایک سبب ماہرین بین الاقوامی حالات بتاتے ہیں۔ جب ایک ملک میں کساد بازاری یا افراطِ زر کے حالات رونما ہوتے ہیں تو دوسرے ممالک بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پاکستان کے ساتھ بھی کچھ ایسے ہی حالات ہیں۔

پاکستان کی برآمدات عموماً خام پر مشتمل ہیں۔ جبکہ عالمی منڈی میں خام مال کی قیمت بہت کم ہے کیونکہ ایک تو زیادہ ہے اور پھر خریداروں نے آپس میں اتفاق کیا ہوا ہے مشترکہ منڈیاں بنائی ہوئی ہیں۔ جسکے نتیجہ میں ہم اپنی اشیاء سستی بیچتے ہیں۔ اور مہنگی خریدتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہماری کرنسی اس وقت ڈالر سے منسلک ہے۔ اور ڈالر خود تنزل پذیر ہے چنانچہ اس کے برُے اثرات سے ہم نہیں بچ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ آوپیک ڈالر سے اپنا تعلق توڑنے کا سوچ رہی ہے۔

اس وقت ہماری آبادی بھی ماشاءاللہ کافی ہو رہی ہے۔ چنانچہ معاشیات کا اصول ہے کہ تھوڑی ترقی پیداوار میں اضافہ کرنے کی بجائے آبادی میں اضافہ کرتی ہے۔ مہنگائی کی ایک وجہ بالواسطہ ٹیکس اجرتوں اور تنخواہوں میں اضافہ بھی ہے۔ اسوقت متوسط طبقہ اور غربا پر زیادہ ٹیکس کا بوجھ ہے اجرتوں میں اضافہ سے قوت خرید تو بڑھ گئی۔ مگر اشیاء کی مقدار میں اسی نسبت سے اضافہ نہیں ہوا جس سے مہنگائی نے جنم لیا ہے۔

مہنگائی کا اہم سبب۔ رشوت ہے ہمارے ملک کی کل آمدنی کا تقریباً ایک چوتھائی رشوت کے راستہ ضائع ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں فحاشی مثلاً سینما۔ جوا بازی۔ کلب۔ غیر ملکی و ملکی شراب خانے وغیرہ یہ سب ملکی قیمتی دولت کا غلط استعمال ہیں

۱۹۶۳ء میں صدر ایوب مرحوم نے ٹیلیویژن لانے کا پروگرام بنایا۔ حالانکہ ملکی معیشت اس وقت اس قابل نہ تھی کہ یہ عیاشی کی جائے ڈاکٹر انور اقبال قریشی صاحب نے مشورہ بھی دیا تھا کہ ٹی وی کے بغیر ہمارا گزارہ ہو سکتا ہے مگر ان کی ایک نہ سنی۔ اور کروڑوں روپے فضول صرف کئے اور ہو رہے ہیں۔ اگر آج ہم قسام نہ دیکھیں تو کونسی معاشی ضیق پہنچے گی کون سا آسمان ٹوٹ پڑے گا۔ اگر آج بھی حکومت انقلابی معاشی تبدیلیاں لے آئے۔ مثلاً اسلامی معاشی نظام جس میں سٹہ۔ جوا۔ سود وغیرہ بند ہو۔ ہر قسم کی فحاشی عیاشی بند کر دی جائے۔ تو آج بھی ہماری معاشی حالت سدھر سکتی ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

میرے خیال میں اس وقت حکومت کو اسلام کے معاشی نظام کے علاوہ افراطِ زر کو دور کرنے کے لئے تمویل خاسر کو بالکل ترک کر دینا چاہیئے۔ غیر ملکی امداد جو کہ ہمارے لئے زہر قاتل ہے بالکل بند کر دینی چاہیئے اور اپنے وسائل کو کار آمد لا کر ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ڈالر کی گرتی ہوئی ساکھ کے پیش نظر اپنی کرنسی کا تحفظ کرنے کی تدابیر کرنی چاہئیں۔ آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے موثر اقدامات کی ضرورت ہے۔ سامان تعیش اور آرائش و زیبائش کی درآمد بالکل بند کر دینی چاہیئے۔ کیا ہم کارون، ریفریجریٹر، سامان میک آپ اور دیگر اسی قسم کی اشیاء کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ میرے خیال میں تمباکو اگر برآمد کرنے سے خوب زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی کاشت یا درآمد بند ہونی چاہیئے سگریٹ کے بغیر ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ چھٹیاں بھی کم کرنی چاہئیں۔ نیز رشوت اور بددیانتی کی سزا سخت ترین مقرر کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہم مہنگائی سے نجات پا سکیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
تاریخ لکھنا مت بھولیں

"آنکھیں میری، باقی اُن کا"



میم الف کے قلم سے

سُنی کانفرنس، ٹائیں ٹائیں فش

"دیکھنے ہم بھی گئے تھے ......"

کھانے کے لئے حاضر ہے۔ نورانی پلاؤ، فریدی زردہ، بھوپالی قلفی اور نیازی حلوی

ملتان میں ۱۶ اکتوبر ۸۰ء کو بریلوی حضرات کی کانفرنس شروع ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری، پبلسٹی اور شور تو بہت تھا لیکن جوں ہی اس کے انعقاد کا دن آیا تو خود اُن کے منتظمین کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ جس وسیع پیمانے پر لوگوں کی آمد متوقع تھی وہ ہمارے خیال کے برعکس ثابت ہوئی۔ جن شہروں سے ایک سو بس کی آمد تھی وہاں سے دس بسیں بھی بمشکل آئیں۔ اسی اندازے سے تمام شہروں سے لوگ آئے۔

اسٹیج کے حضرات کا کہنا تھا کہ اس وقت ہمارے پاس دس ہزار علماء اور مشائخ جمع ہیں جبکہ بقول صدر سُنی کانفرنس احمد سعید کاظمی دس لاکھ افراد اس وقت اس کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں جبکہ سرکاری اطلاعات کے مطابق کل ملتان کی آبادی سات۔ آٹھ لاکھ ہے مگر اسٹیڈیم میں دس لاکھ آدمی موجود تھے۔ اب سوچئے باہر سے کتنے لوگ برآمد کئے گئے اور ملتان شہر سے کتنے آئے۔

؎ دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

جس وقت ہم ۱۶ اکتوبر کی رات اسٹیڈیم پہنچے تو ہم کچھ "تِل" اپنے ہمراہ لے گئے تھے تاکہ ان کو کہیں دھر کے مجمع عام کا اندازہ کیا جا سکے۔ لیکن ہمیں مایوسی ہوئی اور ایک دو جو "تِل" اس کی باربرداری ہی کرنی پڑی ورنہ تِل دھرنے کو بھی جگہ نہ تھی۔

اس کانفرنس کی جو سب سے بڑی خصوصیت یہ بھی کہ آج تک ہم نے یہ سُنا تھا کہ "نورانی" صرف جمعیتہ العلمائے پاکستان کے صدر میاں شاہ احمد صدیقی ہیں، لیکن اس کانفرنس میں شرکت کے بعد پتہ چلا نورانی ہونا صرف ان کی خصوصیت نہیں بلکہ یہ آٹے، دال اور چاول کے ساتھ بھی لقب لگایا جا سکتا ہے۔ اس سے ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آٹے دال اور چاول کا بھاؤ نورانی ہونے کی وجہ سے زیادہ ہو گیا۔ قلعہ کہنہ میں جو ہوٹل مندوبین کے لئے لگائے گئے تھے اس خطرہ کے پیش نظر کہ کوئی وہابی کھانا نہ کھلا دے اسٹالوں پر یہ لکھ کر لگا دیا گیا تھا "نورانی پلاؤ" فریدی زردہ (شاہ فریدالحق کے نام سے منسوب)۔ بعض نے بھوپالی چھولے" اور نیازی حلوی" کا اسٹال لگا لیا، اور اسی طرح کیفے نورانی اور نورانی سری پائے بھی فروخت ہوتے ہوئے دیکھے گئے۔ نورانی ناشتہ فی کلو آٹھ روپے، سنّی ہوٹل بھی موجود تھے۔

کانفرنس میں ٹی۔ وی نمائندگان کی عدم شرکت پر شدید احتجاج کرتے ہوئے ایک قرارداد مذمت بھی پاس کی گئی۔

جس وقت ہم اجلاس میں شرکت کے لئے گئے کانفرنس کا دوسرا اجلاس شروع تھا۔ اس وقت مفتی مختار احمد گجراتی خطیب سیالکوٹ شعلہ بیانی فرما رہے تھے۔ موصوف فرما رہے تھے:

"اخبار والوں کو یہ مجمع نظر نہیں آتا۔ میں اخبار والوں اور دیگر اداروں سے کہتا ہوں کہ وہ اہل سنّت کی صحیح خبریں۔ صحیح تعداد دیں اگر آپ ہمارا ساتھ دیتے تو پھر اہل سنت تمہاری خبریں لیں گے۔ ہم خبر لینا جانتے ہیں۔ تحریک میں ہم نے گولیاں کھائی ہیں۔ ہمارے علاوہ کوئی دوسرا یہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ (کیونکہ دوسروں کو اخلاص مانع ہے)۔

ان کے اس فرمان پر عوام سے نعرے بلند ہوئے تو اسٹیج سے ہدایات جاری کر دی گئیں کہ "نیچے سے نعرے نہ لگاؤ۔" "نیچے سے نعرے نہ لگاؤ"۔ نعرہ صرف اسٹیج سے ہی بلند ہو گا۔ یعنی اوپر سے ہی لگے گا۔"

بعدازاں مفتی شجاعت علی قادری تشریف لائے۔ جوشِ بیان میں فرمایا:

"اسٹیج پر موجود علماء اور سنّی علماء کے علاوہ کسی اور عالمِ دین کو اسلامی نظام کے لئے بطور مشورہ طلب کرنا اور علم کی بھیک مانگنا ہماری توہین ہے۔ اس لئے ہم کسی اور ملک سے آنے والے علماء کا بتایا ہوا نظام قبول نہیں کریں گے۔

(مفتی صاحب کو معلوم ہے کہ بریلوی مذہب صرف پاکستان اور ہندوستان کے ہی کچھ علاقے تک محدود ہے۔ ہماری نمائندگی تو کوئی کر نہیں سکتا۔ دنیا کے اندر آخر یوں حیالت تو ہر طرف نہیں کہ لوگ ہماری تائید کریں۔ اسی لئے جتنی عالمی سطح پر کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا ہے سوادِ اعظم کی نمائندگی کوئی بھی نہیں کرتا۔ لہٰذا کسی اور عالمِ دین سے مشورہ کی ضرورت نہیں۔ صرف اور صرف ہم کافی ہیں۔

دوسرے لفظوں میں اس کی تعبیر اس کے علاوہ اور کیا کی جا سکتی ہے کہ "سواد اعظم" کے خول میں "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" کی صدائے بازگشت ہی ہے۔ ان کو معلوم ہے کہ ہم نے یہ مغرہ بازی کی ہے، ورنہ چند مزارات اور مساجد کے علاوہ دیگر ممالک اسلامیہ میں ہمارا کوئی بھاؤ نہیں اور یہ جنس ارزاں صرف برصغیر کے چند علاقوں تک ہی محدود ہے۔ خدا جانے "سواد اعظم" ان کے نزدیک آخر اس حقیقت کا نام کیونکر ہے۔ (از مبصر)

اکبر ساقی صاحب

دوسرے کے ہاتھ میں داڑھی دینا ہی عین انصاف ہے:

اسٹیج پر نمودار ہوئے، بعض اخبارات نے ملک اکبر ساقی صاحب کو (غالباً مغالطہ سے یا پھر "سواد اعظم" کی ڈھٹائی سے) مولانا اکبر ساقی لکھا۔ اس لئے مولانا اکبر ساقی صاحب کے بھی چند ملفوظات نذر قارئین ہیں۔ ایک بات یہ قابل غور ہے کہ "مولانا اکبر" کی داڑھی شریعت کے مطابق یک مشت نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے، یہ ان کی تقریر کے آخری اقتباس سے معلوم ہو سکے گا۔ اولاً فرمایا:-

"ان لوگوں کو پہچانیں جو نظام مصطفےٰ کا نام لے کر قوم کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ووٹ کی خاطر مزارات پر بھی حاضری دیتے ہیں اور یارسول اللہ کے نعرے لگاتے ہیں۔ مزارات پر چادریں بھی چڑھائیں، تبرک تقسیم کیا، دستار بندی کرائی۔ (اس پر تالیاں پیٹی گئیں)۔

میلادالنبیؐ کے جلوسوں کو شرک قرار دیتے تھے لیکن ووٹ کی خاطر قیادت کرتے ہیں۔ اگر یہ مخلص ہوتے تو تین ماہ میں جو گذر چکے ہیں نظام مصطفےٰ نافذ کر چکے ہوتے، مگر یہ لوگ مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں سمجھ سکتے اس لئے نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی توقع ان سے عبث ہے۔ ان کے وعدے سچے نہیں ہو سکتے ان کے وعدوں کی سچائی کی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ ایک بادشاہ بزرگ تھے، وہ اپنے ہمنواؤں سے کہنے لگے کہ اگر مجھے بادشاہت مل گئی تو آپ کو مالا مال کر دوں گا اور ہر ایک کو دولت کے انبار لگا دوں گا۔ زہے قسمت جو اس کو بادشاہی مل گئی۔ لوگ بھی آنے لگے اور وعدے یاد دلائے کہ حضور، اب تو کچھ ہمیں بھی عنایت کیجئے، اور اپنے وعدے کی تکمیل کیجئے۔ بادشاہ سلامت نے سوچا کہ ان موقع پرست افراد سے کیوں کر جان خلاصی ہو۔ اس نے ترکیب نکالی کہ جو سائل آئے اس سے کہے کہ میں داڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہوں جتنے بال ہاتھ لگیں گے اتنی ہی اشرفیاں خزانۂ شاہی سے سائل کے حصہ آئیں گی۔ کچھ روز یہ نقشہ ہوتا رہا اور لوگ اپنی قسمت آزمائی اس طرز قدیم کی لاٹری سے کرتے رہے۔ ہوتی رہی لیکن تابکے؟ آخر ایک روز ایک مراثی بھی آ دھمکا اور سوال عرض خدمت کیا اور عطائے بادشاہی چاہی۔ بادشاہ نے حسب معمول داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ دیکھو ہاتھ تو پھیرا ہے، مگر بال کوئی نہ اتر سکا۔ اس لئے میں تو وعدہ پر قائم ہوں مگر تیری قسمت، اب میرے سے شکایت چھوڑ۔

مراثی نے جان بخشی کی درخواست پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضور! یہ تو انصاف نہیں کہ داڑھی بھی آپ کی اور ہاتھ بھی آپ کا۔ ایسے میں تو غریب لوگ محروم ہی رہیں گے انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ داڑھی تو آپ کی ہو اور ہاتھ میرا ہو، پھر دیکھئے جو ایک ہی جھٹکے میں کام تمام نہ ہو اور میرا مقدر بھی کیسا بخت آور ہو۔

تو یہ لوگ وعدہ کر کے چور دروازے سے داخل حکومت ہوئے ہیں۔ اپنے ہاتھ اپنی داڑھی سے انصاف کرتے ہیں۔ اس طرح بھلا کبھی انصاف کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ عدل یہی ہے کہ دوسرے کے ہاتھ میں .... داڑھی دی جائے۔

دس لاکھ کے مجمع کو دعوت مناظرہ:

کراچی کے ممتاز ماہر معاشیات محمد حسین صاحب ورک نے فرمایا کہ میں چند گھنٹوں میں نظام مصطفےٰ نافذ کر سکتا ہوں اور غیر سودی نظام پہ بینکاری کر سکتا ہوں۔ اگر کسی کو یقین نہ آئے تو میں سنی کانفرنس کے اس مجمع عام جو پانچ لاکھ، چھ لاکھ یا دس لاکھ ہے اس کو دعوت مناظرہ دیتا ہوں کہ وہ میرے سے مناظرہ کریں کہ غیر سودی نظام چند گھنٹوں میں رائج کیا جا سکتا ہے۔

میدان عرفات کے بعد سب سے بڑا اجتماع

مولانا علی بخش از صوبہ سندھ، شعلہ افشاں ہیں:-

عرفات کا منظر ہے۔ حجاج نے ایسا مجمع عرفات میں تو دیکھا ہوگا لیکن اس مجمع کے علاوہ اور کوئی جماعت "ایسا مجمع نہیں لگا سکتی" اور نہ لگا سکے گی۔ غوث (بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ) کی نگری میں اس کانفرنس کے بعد ایک کانفرنس ذوالحج کے کسی سنڈے میں سندھ میں قلندر کی نگری میں ہوگی۔

یہ فکر نہ کریں کہ ہم تھوڑے ہیں

اے سواد اعظم:

مولوی سلیم اللہ صاحب گویا ہیں:-

"اہل سنت میدان میں نہ آتے تو پاکستان نہ بن سکتا۔ روس اور دیگر بڑی طاقتیں اسلام کی دشمن ہیں۔ اہلسنت اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیں۔ غفلت ناقابل معافی جرم ہوگا۔ نظام مصطفےٰ ایک منٹ میں، ایک سکینڈ میں نافذ کر سکتا ہوں۔ جنرل ضیاء الحق صاحب کو ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ موقع کی نزاکت پر مداخلت کرتے ہوئے اقتدار سنبھالا، یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کو مولانا مودودی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ وہ علماء اہلسنت کے پاس آئیں۔ اہل سنت یہ فکر نہ کریں کہ ہم تھوڑے ہیں، اے سواد اعظم اندرونی اتحاد

کو مضبوط کرد۔

اسلامی نظام کے نفاذ میں تاخیر کیوں۔؟

مفتی محمد حسین صاحب نعیمی وارد ہوئے۔ آغازِ کلام فرمایا:۔

"سُنی کانفرنس کے انعقاد کی ایک وجہ یہ ہے کہ تمام دنیا کی نگاہیں اس سوادِ اعظم سنیوں پر لگی ہوئی ہیں۔ تمہاری تعداد تحریک پاکستان کے کیمپوں اور جلسوں میں زیادہ تھی جیلوں میں بھی گئے اور ہر طرح کی قربانی دی۔ اس لئے پاکستان میں سنیوں کے حقوق زیادہ ہیں۔ مگر سنیوں کے حقوق پامال ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور اہل پاکستان کے وارثوں کو پیچھے دھکیل دیا گیا حتیٰ کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں صرف دو سنی ہیں باقی سب غیر سنی ہیں جبکہ سنی ملک کی اسی فیصد آبادی ہے۔ حکومت سے احتجاج کرتے ہیں کہ سنیوں کو اس میں نشستیں زیادہ دی جائیں۔ نہ ایک تو آپ کو جگانا ہے اور یہ بتلانا ہے کہ اب ہمارے متحد ہونے کی ضرورت ہے۔

اکتیس سال تک ہم نے قربانی دی۔ مگر ہمارے حقوق پامال ہوئے اور ہم نے یہ سب کچھ اسلامی نظام کے لئے برداشت کیا تا کہ کسی طرح وہ نافذ ہو جائے لیکن اب ہم اپنے حقوق کا تحفظ اور دفاع کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

موجودہ صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے جوشِ بیان میں تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب جو مردِ مومن اور مردِ مجاہد ہیں نے نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لئے ایک قدم بھی ڈیڑھ سال میں نہیں اٹھایا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ پورا اسلام ایک دن میں نافذ کر دیا جائے مگر یہ ضرور کہتے ہیں کہ اسلام لانا شروع کر دیا جائے۔ مگر افسوس کہ وہ کچھ نہیں کر پائے۔ اس کی وجہ، جو مجھے نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس مردِ مومن میں ایک تو جرأت اور حوصلہ نہیں ہے۔ یہ ردِ عمل سے ڈرتا ہے (بقول ان کے) یہ سمجھتا ہے اس کے نفاذ سے کون کون بگڑ جائے گا۔ اس وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔

ہمارے سربراہ میں دوسری کمی یہ ہے کہ اس میں قوت فیصلہ نہیں ہے۔ کسی معاملہ میں فیصلہ نہیں کر پاتا۔ جو کہتا ہے اس پر مستقل نہیں رہ سکتا۔ رائے میں اضطراب ہے۔ مردِ مومن جو کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے۔ یہ کہتا بار بار ہے کرتا ایک بار بھی نہیں۔

جرأت اور قوت فیصلہ نہیں۔ یہ دونوں چیزیں کسی بھی سربراہِ ملک میں بہت ہی ضروری ہوتی ہیں۔ مگر یہ تو سربراہ فوج بھی ہے۔ اس میں جرأت اور قوت فیصلہ ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر سربراہ میں قوت فیصلہ اور جرأت نہ ہو تو اس پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

غیور سنیو! سن لو نظام مصطفےٰ کے آنے میں یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

اس کے ساتھ ایک رکاوٹ سربراہِ مملکت کے رفقاء کرام ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام ہمیں وارا نہیں کھاتا۔ اس لئے کہ اسلام آئے گا تو شکلیں، ذہن، کردار، نیتیں اور پورا نظام بدلنا پڑے گا۔ اس کے لئے وہ تیار نہیں اس لئے اسلام کو روکا ہوا ہے۔

ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے لئے بنا تھا۔ یہ تمہیں وارا کھانے کے لئے نہیں بنایا گیا تھا۔ تمہیں وارا نہ کھائے قوم کو وارا کھاتا ہے۔ اس لئے اس ملک کے وارث تم نہیں ہو۔ عوام اصل مالک اور وارث ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ اس ملک میں اسلام کو نافذ کیا جائے۔

صدر صاحب کے یہ رفقاء تو اسلام سے باخبر نہیں لیکن جو جماعت آج سے ۵۰ سال قبل قائم ہوئی تھی۔ جماعت اسلامی۔ اس کا لٹریچر اور سب کچھ اسلام کے بارے میں ہے دو ماہ سے اس کو پتہ نہیں چلتا کہ اسلام کیسے لایا جائے۔؟ اور لائے گا کون ۔۔؟

علی بابا کے دوسرے ساتھی مفتی، شیخ الحدیث ایک جماعت کے بلکہ قومی اتحاد کے صدر، وہ بارہ سال سے کہہ رہے ہیں نظام شریعت، نظام شریعت ۔۔ ابھی تک ان کی سمجھ میں نہیں آسکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اسلام کا خاکہ، منصوبہ، ترجیحات ذہن میں نہیں ہیں۔ ڈور کا کنارہ نہیں مل رہا۔ اسی میں الجھے ہوئے ہیں۔ اس لئے اے اہلِ سنت، غیور سنیو! پاکستان میں نظام مصطفےٰ نہیں آ رہا۔ جو لوگ موجود ہیں وہ نہ جانتے ہیں نہ لانا چاہتے ہیں۔ اس لئے اب آپ پر فرض ہے کہ تین تحریکیں چلا کر۔ تحریک پاکستان۔ تحریک ختم نبوت۔ تحریک نظام مصطفےٰ کامیاب کرانے کے بعد ایک اور چوتھی تحریک۔ تحریک تکمیل نفاذ نظام مصطفےٰ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اب وقت آگیا ہے کہ یہ تحریک چلائی جائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں تحریک چلانے کی ضرورت نہ پڑے۔ لیکن اگر یہ لوگ ناکام رہے اور نظام مصطفےٰ نافذ نہ کر سکے تو تحریک چلانی پڑے گی۔ اس کے لئے میدان میں آنے کا وقت آگیا ہے۔ اس جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مجاہد کو میدانِ جہاد میں جھنڈے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارا جھنڈا جمعیت العلماء پاکستان کا جھنڈا ہے۔

درود وسلام پڑھنے والوں کو دُرّے لگائے جا رہے ہیں۔

علامہ ابو الحسنات کے فرزند مولانا خلیل احمد قادری، مائک پر آئے۔ مفتی نعیمی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا

"سنی کانفرنس سے فرقہ واریت کا تاثر دینا غلط ہے۔ کیونکہ شیعہ کانفرنس، اہل حدیث کانفرنس بھی ہوتی ہے۔ یہ غلط فہمی ہے۔ درود وسلام پڑھنے والوں کو علانیہ دُرّے لگائے جا رہے ہیں اور اسی طرح داتا دربار کو شہید کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں جو ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے

قبریں مسمار کردی گئیں :

ظہور الحسن بھوپالی کہنے لگے :۔

کل کے اجلاس کے بعد ملک میں یہ تاثرات دیئے جارہے ہیں اور انتظامیہ نے بھی شکوہ کیا ہے کہ ہم نے کانفرنس میں سیاسی باتیں کی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم نے کسی کو کرسی سے اتارنے کی کوشش نہیں کی، نظام مصطفےٰ کی بات کی ہے۔ اگر نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی بات کرنا سیاست ہے تو پھر یہ الزام ہم قبول کرتے ہیں۔

(ملتان میں) مزار رکن عالم (رحمۃ اللہ علیہ) کے احاطے میں جو قبریں تھیں اسے کو ختم کردیا گیا۔ اس کی جگہ فرش بنا دیا گیا اور مزار کے اندر بھی قبریں غیر محفوظ ہیں

سنیتم من معرۃ اللہ اکبری زنم

"انگریزی اور اسلامی درّے"۔

غلام علی اوکاڑوی رونق بڑھانے کیلئے آئے۔

"اے عوام اہل سنت! ہمارے پیش نظر یہ مقصد ہرگز نہیں کہ آپ کو کسی تحریک کے سامنے کھڑا کردیا جائے۔ کانفرنس کے درپردہ سیاسی مقاصد نہیں۔

اس ملک میں تعزیرات اسلامی کا نفاذ فوری ضروری ہے۔ مہذب ماحول میں جرائم نہیں ہوتے، اس لیئے جرائم کے مرتکب افراد کو درّے لگائے جانے چاہئیں۔ موجودہ درّے انگریزی ہیں اسلامی درّے لگائے جائیں۔ نظام مصطفےٰ کے سلسلے میں درآمدی علماء کی ضرورت نہیں، علماء اہلسنّت ہی کافی ہیں۔ ان سے مشاورت کی جائے۔

ہم حکومت سے ٹکرانا نہیں چاہتے لیکن کرسی پر غاصبانہ اقتدار بھی ہمیں منظور نہیں۔ پہلا مارشل لاء فوجی، دوسرا عوامی اور اب یہ تیسرا اسلامی قرار دیا جارہا ہے۔ ہم بھٹو ازم اور مودودی ازم بھی نہیں چلنے دیں گے۔

آخری اجلاس سے جناب احمد شاہ نورانی میاں نے خطاب کرتے ہوئے کہا:۔

"ہمیں ریڈیو۔ ٹی۔ وی کی ضرورت نہیں۔ مدینے والوں کی نظریں ہی کافی ہیں۔ کانفرنس کے انعقاد کے لیئے کسی سے بیرونی امداد یا ایڈ نہیں لی گئی اور نہ ہی کسی نے روسی سفیر سے خفیہ ملاقات کی ہے اور کوئی ایڈ لی ہو۔ ہم بے وسائل ضرور ہیں لیکن بے وسیلہ نہیں۔

جب سیاسی کانفرنس کریں گے تو کھل کر کریں گے۔ سنّی کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے تو اس کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لینا چاہیئے کہ اس نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کی ہے یا نہیں۔؟

ہم خاموشی سے مشن محبت لیئے چل رہے ہیں۔ نیز ہم سب شکل وہیئت کے اعتبار سے بھی غیر سیاسی ہیں — اے سنیو! تمہارا سفرِ ملتان تمہیں مبارک ہو۔ خدا کرے ایسے سفر تم ہردم کرو لیکن ایک سفر جو بستر اٹھا کر کیا جاتا ہے اس سے بچنا۔ یہ لوگ ایمان کے ڈاکو ہیں۔ جس طرح مال و اولاد کی تم حفاظت کرتے ہو اس سے زیادہ ایمان کی حفاظت کرنا اور ان بستر والوں سے بچنا۔ یہ ایمان کے ڈاکو ہیں۔

سنی کانفرنس کے اختتام کے وقت نورانی میاں نے سنی کانفرنس کے مقاصد اور عہد سے پابند کرتے ہوئے لوگوں سے اپیل کی۔ اولاً ہاتھ اٹھائے گئے کہ عہد پورا کیا جائے گا۔

عہد اوّل:۔ تمام سنّی آج سے پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کیا کریں گے۔

عہد دوم:۔ جتنے اخبارات و رسائل سنّی کانفرنس کے موقع پر شائع کیئے گئے ہیں وہ سب کے سب آپ حضرات لے کر جائیں۔ کسی بک سٹال پر کوئی رسالہ یا کتاب باقی نہیں رہنی چاہیئے۔

(اس موقع پر لوگوں نے عہد کرنے اور ہاتھ اٹھانے پر تامل کیا تو نورانی میاں نے قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت فرمائی :۔

واوفوا بالعھد ۔ ان العھد
کان مسئولاً۔

عہد پورا کرو ورنہ قیامت کے روز نقض عہد کی پاداش میں بازپرس ہوگی۔

کانفرنس کی قراردادیں۔

۱۔ سُنّی اوقاف علیحدہ کردیا جائے۔ سوادِ اعظم کے علماء کو ہی صرف نمائندگی دی جائے۔

۲۔ ذرائع ابلاغ کے استحصال کو ختم کیا جائے۔

۳۔ قرار سوادِ اعظم کو ریڈیو۔ ٹی۔ وی پر نمائندگی دی جائے۔

۴۔ محفل میلاد کا ریکارڈ سنانے کی بجائے محفل منعقد کی جائے۔

۵۔ وزارتِ اطلاعات کے رویّہ پر یہ اجلاس پُرزور احتجاج کرتے ہوئے ان کی مذمت کرتا ہے اور صدر ضیاء الحق سے مطالبہ کرتا ہے کہ اگر وہابیوں کے تبلیغی اجتماع کو ٹیلی کاسٹ کیا جاسکتا ہے تو سنّی کانفرنس کو نظرانداز کیوں کیا جاتا ہے اسکی تحقیقات کی جائیں۔

۶۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں سوادِ اعظم کو نمائندگی دی جائے۔

۷۔ جو پاکستانی بنگلہ دیش میں ہیں ان کو یہاں آباد کیا جائے۔ ان کا باعزت طریقے پر انتظام کیا جائے۔

۸۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نام تبدیل کرکے "دارالسلام" رکھا جائے۔

آخر میں محظوظ کرنے کے لیئے یہ ذکر کرنا مناسب نہ ہوگا کہ سنّی کانفرنس کے مجمع کو "نوائے وقت" ملتان نے ایک لاکھ کا مجمع قرار دیا تھا تو اس کے خلاف قرارداد مذمت پاس کی گئی کہ یہ پندرہ لاکھ کا مجمع ہے اور اس سے کسی طرح کم نہیں۔

یعنی اس سنّی کانفرنس کا مقصد اولیں مجمع بازی نہ صحیح تو مجمع نمائی ضرور تھا۔ اس لیئے بار بار اس کے خلاف مذمت کے الفاظ دہرائے گئے اور اس کو نوٹس دیا گیا کہ وہ بارہ گھنٹے کے اندر اندر صفحہ اوّل پر سنیوں سے اپنی غلطی کی معافی مانگے ورنہ "سوادِ اعظم" اس کا بائیکاٹ کردے گا۔

ازاں بعد ۸ اکتوبر کو جمعیت العلمائے پاکستان مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ

باقی برصفحہ ۱۸ پر

مرسلہ :- حافظ عبدالماجد انصاری
جھنگ صدر

فلسفۂ





اللہ اللہ دو مہینے دس دن کی مدت بھی کوئی مدت ہے۔ بات کہتے کٹ گئی اور شوال کی پہلی کی یاد ابھی مٹنے نہ پائی تھی کہ ذی الحجہ کی دسویں آ گئی۔ وہ مسلمان کی پہلی سالانہ عید تھی یہ دوسری اور آخری۔ وہ عید الفطر تھی یہ عید قربان یا عید الاضحیٰ۔ وہ عید میٹھی تھی آج کی عید نمکین۔ وہ جشن تھا اس کا کہ طاعت اور ضبط نفس کے پورے دن ختم ہوئے اور نزول قرآن کی یادگار مہینے بھر منائی جاتی رہی۔ آج خوشی اس کی ہے کہ نصیبے والے عین مرکز اسلام میں کعبۃ اللہ کے گرد چکر پر چکر کاٹ رہے۔ طواف و زیارت کی دولتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں — پروانے شمع پر نثار ہو رہے ہیں۔ مکہ کی گلیوں میں، مکانوں میں، دکانوں میں، مسجد حرام کے صحن میں، دالانوں میں، حاجیوں کا زائروں کا ہجوم، منیٰ کے میدانوں، خیموں میں، مکانوں میں قربانی کی دھوم یا پورے کا پورا عشرہ چاند کی پہلی سے دسویں تک وقف خیر و برکت کے لئے۔ نزول رحمت کے لئے۔ جس نیکی کی بھی توفیق پا جائے ہمیشہ سے بڑھ معمول سے بڑھ کر ثواب لائے۔ خود حاجی ہونا الگ رہا حاجیوں کی نقل تک باعث اجر۔ ان کی طرح بال بڑھوائیے۔ ناخن نہ ترشوائیے۔ اس کا بھی اجر پائیے۔

لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک

تاریخ کی زبان سے روایت یہ سننے میں آئی ہے کہ آج سے کچھ اوپر پانچ ہزار سال قبل کلدانیہ کے ملک میں بت پرستوں کی قوم بت تراشوں کے گھرانے میں ایک مقبول اور بہت مقبول برگزیدہ اور نہایت برگزیدہ ابراہیم نامی آباد تھے۔

یہ کلدانیہ وہی ہے جسے انگریز کالڈیا کہتے ہیں یا آج جغرافیائی اصطلاح میں عراق۔ بندہ کے امتحانات طرح طرح کے مالک کی طرف سے ہوئے اور ابراہیم ہر آزمائش میں پورے اترے۔ آخر اللہ کے پیغمبر ہی تھے۔ کچھ روز بعد حکم ہجرت کا ملا۔ سرزمین شام پہنچے اور پھر مصر سے ہوتے ہوئے حجاز کی خشک اور پتھریلی وادی میں آئے۔ علاقہ ویران، پانی کا نام نہ نشان، سبزہ کی جگہ ہر طرف ریگستان۔ نیچے تپتی ہوئی زمین اوپر دہکتا ہوا آسمان۔ حکم ملا کہ یہیں ایک گھر بناؤ اسی مٹی اور پتھر کا، لیکن اپنے لئے نہیں، ہماری عبادت کے لئے اور ہاں ذرا یہ کرنا کہ اسے منسوب ہماری جانب کر دینا۔ ہم گھر اور در کی قید سے ماورا۔ مکان اور جہت کی نسبت سے بھی برتر و اعلیٰ لیکن ذرا اسی گھر کے ساتھ ہمارا نام ڈال تو دو۔ اور ہماری ہی بسائی ہوئی دنیا کو آواز دے دو کہ اس گھر کی طرف آ جایا کرو۔

واذن فی الناس بالحج (زبانی اردو)

بندہ نے پکار کر دی اور اس وقت پکار کی جب نہ تار تھا نہ ٹیلی فون نہ وائرلیس نہ لاؤڈ اسپیکر نہ لوگ نشریات براڈکاسٹنگ کے قانون سے واقف تھے، نہ گھر گھر ریڈیو لگے ہوئے تھے۔ ابراہیم کی پکار خدا معلوم کس لاہوتی میٹر اور کس ملکوتی (wave lenght) سے نشر ہوئی کہ آج تک اس کی تھرتھراہٹ کائنات میں آپ سُن رہے ہیں۔

حج کی تاریخ میں ابھی ہفتوں کا نہیں مہینوں کا زمانہ باقی ہے کہ دربار کی حاضری کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور لوگ اپنے اپنے گھروں سے چل کھڑے ہوئے اپنے مالک و مولیٰ کے متوالے دنیا کے گوشے گوشے سے۔ روئے زمین کے چپے چپے سے۔ کوئی کابل سے۔ کوئی قندھار سے، کوئی دکن سے کوئی ملابار سے، کوئی چین سے کوئی جاپان سے، کوئی مصر سے کوئی ایران سے، کوئی عراق سے کوئی بخارا سے، کوئی پاکستان سے کوئی ہندوستان سے، کوئی سیلون سے کوئی جاوا سے، کوئی افریقہ کے ویرانے سے کوئی یورپ کے نشاط خانے سے غرض خلقت ہے کہ چہار طرف سے امڈی چلی آ رہی ہے۔ یاتین من کل فج عمیق۔ کوئی ریل سے کوئی جہاز سے کوئی موٹر پر کوئی لاری پر، کوئی پیدل کوئی سواری پر، کوئی غریب اپنی ہی کمر کسے ہوئے اور کوئی صاحب اونٹ کی پیٹھ پر جمے ہوئے۔

کعبہ اسلام کا جغرافیائی مرکز ہے۔ مرکز کا ربط محیط کے گوشہ گوشہ سے۔ دائرہ کے نقطہ نقطہ سے۔ دانا دبینا جوڑنے والے نے یوں جوڑا کہ ہر صاحبِ حیثیت پر عمر بھر میں کم از کم ایک مرتبہ حج فرض کردیا۔ حج اسلام کا رکن اعظم ہے۔

۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں حاضری سو وہ کل ہوگئی۔ اب آج کا دن ہے اس سعادت کی خوشی منانے کا دن۔ کلمہ گو جہاں کہیں بھی آباد ہیں آج جشن منائیں گے۔ لیکن اس مسرت کی وجہ سے غفلت میں دن چڑھے تک خراٹے لینے کی بجائے آج معمول سے اور سویرے اٹھیں گے، غسل کریں گے بشاش چہروں کے ساتھ عیدگاہ روانہ ہوں گے، اور واپس آئیں گے تو ان میں جو صاحبِ حیثیت ہیں وہ اچھے اور پاک اور صحیح تندرست جانوروں کی قربانی کا تحفہ اپنے پروردگار کے حضور میں پیش کریں گے۔ خود اپنی طرف سے، اپنے عزیزوں کی طرف سے۔ اور جب کھانے کا وقت آئے گا تو تنہا نہیں کھائیں گے بلکہ پہلے ایک تہائی محتاجوں، مسکینوں، مفلسوں کی نذر کریں گے۔ ایک تہائی دوست احباب کی خدمت میں پیش کریں گے۔ جب کہیں ایک تہائی اپنے لئے رکھیں گے۔ عید الفطر کے دن تاکید تھی کہ کوئی بدنصیب فاقہ سے نہ رہ جائے۔ عید قربان کے دن ترغیب ہے کہ غریب سے غریب بھائی کی زبان کو بھی کھانے پینے کی لذت کا کچھ تو مزہ آئے۔ عید الفطر سالگرہ تھی نزولِ قرآن کی۔ عید قربان سالگرہ ہے بنیاد کعبہ کی۔ ابراہیم علیہ السلام موحد تھے۔ موحدوں کے سردار، توحید ہی کے جرم میں آگ میں جھونکے گئے۔ ملک سے نکالے گئے تھے۔ حق تھا کہ ان کی قائم کی ہوئی یادگار کے سلسلے میں توحید ہی کا رنگ ہر رنگ پر غالب ہو اور سب سے نمایاں۔ آج آفتاب بلند ہوا کہ لوگ لگے عیدگاہ کی طرف چلنے۔ ہر طرف سے رب کی بڑائی کے نعرے بلند ہونے لگے۔ سینوں کے اندر توحید کے ولولے۔ زبانوں پر توحید کے زمزمے۔ کیا خوب ظاہر ہے کیا خوب باطن، کیا خوب قال اور کیا خوب حال۔

عید کے دن یاد ہوگا کہ تکبیریں صرف نماز کے ساتھ تھیں اور آمد ورفت کے راستے میں۔ بقرعید کے موقع پر ایک نماز، ایک وقت، بلکہ ایک دن بھی اس جوش کے اظہار کے لئے کافی نہیں۔ اب کی تکبیر شروع ہوگئیں نو تاریخ کی فجر ہی سے اور جاری رہے گی ہر نماز کے ساتھ۔ ابھی تین دن اور یعنی ۱۳ کی عصر تک مرکز تک (کعبہ) میں آج مسلمان چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے پکارے گا:

لبیک اللھم لبیک لاشریک
لک لبیک ۰ حاضر ہے۔ اے
میرے رب مالک ومولیٰ یہ غلام حاضر
ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوا حاضر ہے
کہ حضور والا ہر قسم کی شرکت سے
ماورا اور برتر ہے۔ حاضر ہے۔

یہ آداب حاضری دینے والوں کے ہوئے۔ مرکز سے دور باہر والے ۹ سے ۱۳ کی سہ پہر تک ساڑھے چار دن تک ہر نماز کے بعد پکاریں گے:

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر
لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
اللہ اکبر۔ وللہ الحمد۔
بڑائی تو آپ میں ہے، صرف آپ
میں ہے۔ ہمارے ہر شکر کی مخاطب
آپ ہی کی ذات۔ ہماری ہر مدح وثنا
کے سزاوار آپ ہی کے کمالات۔

مسلمان قربانی کے لئے تیاری دنوں سے نہیں ہفتوں مہینوں سے پیشتر کریگا۔ پاک صاف جانور۔ اچھا تندرست۔ بے عیب۔ دیکھ کر خریدے گا۔ پالے گا۔ کھلائے گا، پلائے گا۔ اپنے سے خوب ہلائے گا اور جب اس سے تعلق انس و نسبت کا۔ رحمت وشفقت کا قائم ہو جائے گا تو اپنے اور اس کے دونوں کے مالک کے حکم سے اس متعلق پر اپنے ہاتھ سے چھری چلائے گا۔ پالے ہوئے جانور کو پیار کی نگاہوں سے دیکھے گا۔ آخر وقت تک کھلائے پلائے گا، لیکن جب حکم کی تعمیل میں زمین پر لٹائے گا تو قبلہ رخ منہ اس طرف کر کے جس طرف وہ خود دن رات میں خدا معلوم کتنی بار جھکتا ہے، گرتا ہے اور زبان سے کہتا جائے گا۔

انی وجھت وجھی للذی
فطر السموات والارض حنیفا
وما انا من المشرکین ۔

میں یہ کسی دیوی، دیوتا کی بھینٹ نہیں چڑھا رہا ہوں۔ میرا رشتہ تو صرف اسی سے جڑا ہوا ہے۔ میں تو پجاری صرف اسی کا ہوں جس نے پیدا کر رکھا ہے آسمان وزمین کو۔ میرا دستور۔ دستور زندگی تو تمامتر اس کے قانون کی پیروی ہے۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای
ومماتی للہ رب العلمین ۔

میری دعائیں اور عبادتیں۔ میری زندگی اور میری موت نہ اپنے نفس کے لئے ہے اور نہ اس ملک کے کسی چھوٹے موٹے دیوی دیوتا کے لئے ہے بلکہ یہ سب صرف اسی واحد یکتا معبود اعظم کے لئے ہے، اسی کے حکم اور قانون کے تابع ہے، جو پروردگار ہے ہر ملک کا، ساری مخلوقات کا جمیع موجودات کا۔ کل کائنات کا۔

ڈاکٹر جب مریض کو آپریشن کی میز پر لٹاتا ہے تو پہلے آپریشن والے عضو کو دوا لگا کر سن کر دیتا ہے یا مریض کو کلوروفارم سنگھا کر بے ہوش۔ مسلمان بھی جب جانور کو ذبح کرنے کیلئے قبلہ رخ لٹا کر گلے پر چھری چلاتا ہے تو روح کو ایک مختصر دو لفظی نغمہ سناتا ہے:

میں تجھے مردہ اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں تو خود تیری ہی طرح مخلوق ہوں۔ تیری طرح بے بس، تیری طرح خاکی، تیری ہی طرح فانی۔ میں چھری چلا رہا ہوں اپنے اور تیرے پیدا کرنے والے کا نام لے کر۔ اپنے اور تیرے مالک کے قانون کے تحت۔ زندگی کا عطیہ بخشنے والا بھی وہی اسے واپس لینے والا بھی وہی۔ جان ایک اور ڈالی بھی اسی نے اور آج نکالی بھی اسی نے۔ بڑائی کا حقدار حکم چلانے والا صرف وہی بقیہ برصفحہ ۱۸ پر

❁ غلامی کے دور میں علمائے مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیئیے۔
❁ انگریز علم دین کی دولت کو ہم سے چھین لینا چاہتا تھا دینی مدارس نے اس دولت کی حفاظت کی۔
❁ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامیات کو لازمی قرار دیا جائے۔
❁ عربی بول چال کی تعلیم از بس ضروری ہے۔ نواب افتخار احمد انصاری، وزیر اوقاف

اس ہفتہ دو وفاقی وزیر خواجہ محمد صفدر اور نواب افتخار احمد انصاری ملتان تشریف لائے۔ پاکستان قومی اتحاد نے ایک مثالی اور لائق تقلید فیصلہ کر رکھا ہے کہ کسی جماعت کا بھی مرکزی رہنما یا وفاقی وزیر ملتان آئے تو ایک پروگرام ایسا ضرور ترتیب دیا جائے گا جو قومی اتحاد کی طرف سے ہو گا تاکہ اتحاد کی اجتماعیت، اور افادیت کا اظہار ہو سکے۔ اسی فیصلہ کے مطابق مدرسہ قاسم العلوم میں آٹھ بجے صبح جمعہ کے روز پروگرام بنایا گیا۔ نواب افتخار احمد مدرسہ پہنچے تو اساتذہ اور طلبائے نے خیر مقدم کیا۔

دارالحدیث میں اجلاس ہوا۔ قاری محمد طاہر کی تلاوت سے پروگرام شروع ہوا۔ مولانا عبدالقادر قاسمی، ناظم عمومی جمعیۃ علمائے اسلام ضلع ملتان نے سپاسنامہ پڑھا جس میں مدرسہ کی تاریخ افادیت اور ضروریات بیان کیں۔

نواب صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ سپاسنامہ پیش کرنے کی رسم بہت پرانی ہو چکی ہے۔ اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اب تو سیدھی سادھی بات ہونی چاہیئے۔ یہ وزیر تو آپ کے نمائندے ہیں۔ آپ حکم دے سکتے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کے مسائل معلوم کریں۔ میں تو یہاں مدرسہ اور آپ کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔

دینی مدارس کی سندات:

جہاں تک دینی مدارس کے طلباء کی سند اور ڈگری کا مسئلہ ہے یہ یقیناً انگریزی سکولوں اور کالجوں کے برابر ہونی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ہم نے کام شروع کر دیا ہے۔ سرگودھا ڈویژن کے دینی مدارس کا سروے ہو رہا ہے۔ اس کے بعد دوسرے ڈویژنوں کا بھی سروے ہو گا۔ ہر مدرسہ کو اس کی حیثیت کے مطابق گرانٹ بھی دی جائے گی اور درجہ بندی بھی ہو گی۔

باعث عزت و مسرت:

میرے لئے یہ بات بے حد عزت اور مسرت کا باعث ہے کہ میں آج آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ میں آپ کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور ان مجاہدوں کو بھی جنہوں نے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی، خدمت کی، اور اسے اتنی عظمت بخشی کہ مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب آج پاکستان قومی اتحاد کے صدر ہیں۔ ان کی قیادت میں اتنی بڑی تحریک چلی۔ ظلم کے خلاف جنگ لڑی گئی۔ آج ظالم اپنے فیصلہ کا منتظر ہے۔

تحریک نظام مصطفےٰ میں آپ کی قربانیوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ میں آپ کی خدمات، عزیمت، خلوص اور جذبۂ جہاد کا اعتراف کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ بات واقعی مدرسہ کے لئے قابلِ فخر ہے جس نے ایسا سپوت پیدا کیا جس کی قیادت میں نظام مصطفےٰ کی عظیم تحریک کامیاب ہوئی۔ میں اپنے قائد محترم کو بھی خراج عقیدت پیش کرتا ہوں جس نے جابر حکومت ظالم حکومت اور عیاش حکومت کا تختہ پلٹ دیا۔

اسلامی تعلیم اور مسلمان:

حکومت نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمام سکولوں اور یونیورسٹیوں میں دینی تعلیم کو لازم قرار دیا جائے۔ کالجوں سے لے کر پرائمری تک اسلامیات پر خاص توجہ دی جائے گی اور اسے لازمی مضمون قرار دیا جائے گا۔ لاء کالجوں میں بھی خاص انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ ہم دینی تعلیم کو ایک خاص معیار کے مطابق بنائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک جج میں اور ایک عالمِ دین میں فرق نہ رہے۔ فرنگی نے ایک سازش کے تحت یہ تفاوت پیدا کیا۔

یہ امر واقعہ ہے کہ فرنگی کے دو سو سالہ غلامی کے دور میں علمائے نے مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیئے۔ دینی مدارس قائم کر کے اسلامی علوم کو پھیلایا۔ اس دور میں اگر کسی نے تحفظ دین کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور دین کی دولت کو ہم تک پہنچایا ہے

ملک میں اسے عام کیا ہے تو وہ دینی مدارس ہیں۔ انگریز اس دولت سے خائف تھا۔ وہ اس دولت کو ہم سے چھین لینا چاہتا تھا۔ اس نے نظام تعلیم کو بدلا۔ اقتصادی اور معاشی مسائل پیدا کئے مسلمانوں کو ہر شعبۂ زندگی میں نظر انداز کیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ جھوٹے نبی پیدا کئے۔

عربی بحیثیت زبان:

اس وقت ہماری بین الاقوامی ضرورت ہے کہ عربی کو بحیثیت زبان پڑھایا جائے۔ ہمارے مدارس سے فارغ التحصیل علماء عربی کو سمجھ سکتے ہیں بولنے پر عبور نہیں رکھتے اور اس کمی کو محسوس کیا جاتا ہے۔

اگر باہر سے اساتذہ کو بلایا جائے تو ان کے مشاہرات حکومت ادا کرے گی۔ ہم نئے شعبے بھی قائم کر رہے ہیں۔ اور ایسے علماء کو پاکستان آنے کی دعوت دیں گے۔

جدید علماء کی ضرورت:

ہمیں یہ بڑی مشکل پیش آرہی ہے کہ اسلامی قوانین کی ترتیب کے سلسلہ میں ضرورت ہے کہ انگریزی سے عربی میں اور عربی سے انگریزی میں ترجمہ کرنے والے علماء کی معاونت حاصل کی جائے۔ پاکستان میں ایسے جدید علماء کی بہت کمی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کمی کو پورا کیا جائے۔

محکمہ اوقاف عربی مدارس کو گرانٹ میں اضافہ کرے گا اور علماء وخطباء کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس وقت ان کو چوتھے گریڈ کی تنخواہ دی جاتی ہے جو کہ بہت کم ہے۔

میں ایک دفعہ پھر اس بات پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتا ہوں کہ مولانا مفتی محمود صاحب کے مدرسہ میں آنا ہوا اور آپ حضرات کی زیارت ہوئی۔

(نوٹ) :۔ خواجہ محمد صفدر ڈیرہ غازیخاں سے ملتان دیر سے پہنچے اسلئے وہ اس تقریب میں شریک نہ ہو سکے۔

بقیہ: سُنی کانفرنس

آئندہ مارچ میں نظام مصطفےٰ کانفرنس (سنی کانفرنس نہیں کہ اس کا تعلق جماعت اہلسنت سے ہے) رائےونڈ میں منعقد کی جائے گی جو ۲۵ مارچ ۷۹ء کو ہوگی۔ کانفرنس کے موقع پر جمعیۃ العلماء پاکستان کے مرکزی اور صوبائی انتخابات بھی ہوں گے۔ اس وقت تک جمعیۃ کے موجودہ عہدیدار بدستور کام کرتے رہیں گے۔

یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جمعیت کی رکن سازی ۵ جنوری تک مکمل ہو جائے گی اور ۱۵ فروری تک تحصیل اور ۱۰ مارچ تک ضلعی سطح کے انتخابات بھی مکمل ہو جائے گا۔

بقیہ :۔ فلسفۂ قربانی

سنتے ہیں فوج کے سپاہی جنگ کے میدان میں فوجی بینڈ اور وطنی ترانے کی آواز سن کر ایسے مست ہو جاتے ہیں کہ جان کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اور بندوقوں کی گولیوں، توپ کے گولوں سنگینوں کے وار کے لئے بلاتکلف اپنے سر و سینے کو پیش کر دیتے ہیں۔ اللہ کے نام کی کشش کیا روح کے لئے اتنی بھی نہیں؟ جاننے والے تو یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ روح اس اسم پاک سے ایسی مست و بے خود ہو جاتی ہے کہ خود حالت طرب میں ہنسی خوشی باہر آجاتی ہے۔ گو جسم دیکھنے والوں کی نظروں میں تڑپتا لوٹتا رہ جاتا ہے۔ آخر کلوروفارم میں بھی تو یہی ہوتا ہے کہ رگوں پر رگیں کٹتی رہتی ہیں۔ خون بہتا رہتا ہے لیکن مریض کا احساس وکرب مردہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ٹھنڈی رکھے حضرت اکبر مرحوم کی تربت کو کہ کیا خوب فرما گئے ہیں :۔

احساس ہی اپنا نہ ہوا فریاد و فغاں میں کیا کرتا
آنکھ اپنی لڑی تھی قاتل سے جس وقت تہ خنجر تھا گلا

ابراہیمؑ کی قربانی:

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ انہیں کعبہ تعمیر کرنے والے، آگ میں کود پڑنے والے حج کی پکار کرنے والے ابراہیمؑ نے بھی قربانی پیش کی تھی۔ یہ قربانی بکرے کی نہ تھی، مینڈھے کی نہ تھی یہ قربانی لاڈلے نور نظر اسمٰعیلؑ کی تھی۔ خواب میں حکم محبوب ترین ہستی کی قربانی کا۔ پیغمبر کے خواب بھی الہامی ہوتے ہیں۔ صبح اٹھ کر مشورہ اسمٰعیلؑ سے کیا۔ اس سے کیا جو آنکھوں کا تارا بڑھاپے کا سہارا تھا۔ مشورہ خود اسی کے ذبح کے باب میں تھا۔ کیا دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال ملتی ہے کہ کسی عزیز نے عزیز سے اسی کے قتل اور ذبح کے باب میں مشورہ کیا ہو۔ کب کسی شفیق اور عاشق زار باپ نے اپنے لخت جگر کے سامنے تجویز پیش کی ہے۔ ہر صاحب اولاد ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچے۔ بیٹا بھی کس باپ کا ہے۔ فوراً آمادہ ہو گیا اور عرض کیا "ابا جان! آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے گا ایسا نہ ہو کہ عین وقت پر میرا چہرہ دیکھ کر آپ کی ہمت جواب دے جائے۔ باپ نے آنکھ پر پٹی باندھ اور خدا معلوم کون سے پتھر کی سل رکھ کر حلق پر چھری چلائی۔ معاً قدرت حق سے نور نظر کی جگہ ایک جنت کے مینڈھے نے لے لی اور چھری چلانے والے نے چھری چلائی اسمٰعیلؑ کے گلے پر لیکن چلی اس غیبی مینڈھے کے حلقوم پر۔ اور اسمٰعیلؑ وفدیناہ بذبح عظیم ٥ کا پروانہ بشارت پا کر زندۂ جاوید ہو گئے۔

ذبح عظیم کی یادگار:

آج کی قربانیاں یادگار ہیں اسی ذبح عظیم کی۔ زمانہ قبل اسلام کو چھوڑ یئے خود ادھر چودہ سو برس کے اندر جتنی قربانیاں پاکستان و ہندوستان، افغانستان، ترکی، ایران، مصر و عرب اور ساری دنیائے اسلام کے اندر ہو چکی ہیں ان کا حساب و شمار۔ ہے کسی حساب لگانے والے اور شمار کرنے والے کے بس کی بات؟

اللہ خود جسے بڑی قربانی کہہ کر پکارے کون اس کی بڑائی کی تھاہ پا سکے؟ کون اس کی وسعت وعظمت کو پا سکے؟

د۔م۔ شاکر

شعبۂ عربی، پنجاب یونیورسٹی لاہور

قرآنی حدود کی اہمیت اور افادیت

انسانی معاشرہ میں تاریخ جرم و سزا اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ تاریخ انسانیت۔ اگر تاریخ عالم کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ انسانیت کے آغاز ہی سے جرم کی تاریخ کا آغاز ہو گیا تھا۔ ہابیل اور قابیل کا واقعہ اس کی روشن مثال ہے جسے قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

واتل علیھم نبأ ابنی آدم بالحق

إلی ۔۔۔۔ یتقبل اللہ من المتقین۔

انسانی معاشرے کے استحکام اور اس کی بقا کے لئے شروع ہی سے جرم کی سزا کا طریق کار اختیار کیا گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ زمانہ قدیم میں سزا کا نقطۂ نگاہ زمانۂ جدید سے کس قدر مختلف یا منطبق تھا۔ بہرحال سزا کا تصور موجود تھا۔

ان سزاؤں کے بغور مطالعہ سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:۔

۱۔ انتقامی یا عبرتناک منظر

۲۔ امتناعی یا سزادی نظریہ

۳۔ اصلاحی نظریۂ سزا

۴۔ قصاصی نظریۂ سزا

Encyclopaedia of Bertanica میں سزا کے بارے میں جو تصور دیا گیا ہے اس میں مقصود یہی معلوم ہوتا ہے کہ مفاسد کو دور کیا جائے۔ لیکن ان سب سزاؤں میں جو نقطۂ نظر اختیار کیا گیا وہ افراط و تفریط اور انتقامی نوعیت کا زیادہ اور اصلاحی اور امتناعی نوعیت کا کم۔

لیکن خدا تعالے نے جو حدود مقرر فرمائیں اس میں سب انسان برابر ہیں۔ کسی سے ذاتی بغض یا عناد کی خاطر انتقام نہیں لیا جا سکتا یا اس کو ظلم و ستم کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کے سامنے قاضی اور عامی سب برابر ہیں۔

اسلامی قانون کا مقصود صرف یہ تین چیزیں ہی معلوم ہوتی ہیں جیسا کہ التشریع اسلامی کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ

العقوبة هیَ الجزاء المقرّرة

المصلحة الجماعة علیٰ

عصیان امر الشارع

یعنی ۱۔ ممکن ہو تو تلافی نقصان ہو سکے۔

۲ مجرم کو سزا ملے تا کہ اس کے اندر احساس جرم بیدار ہو سکے اور نتیجتاً سزا جرائم کو ختم کر دے۔

اہمیت حدود

۱۔ مقنن خدا ہے۔

قرآن کریم نے ان سزاؤں کو بیان کیا ہے اور مسلمان کے لئے یہی کافی ہے۔

۲۔ حضورؐ کو نفاذ کا حکم:

ان کے نفاذ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا اور ہمیں فرمایا گیا ہے کہ ہم لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور حق کے ساتھ قرآنی قوانین کے مطابق فیصلہ کریں۔

المائدہ: ۴۸ میں فرمایا فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواھم عما جاءك من الحق

اور (۱۱) وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواھم واحذرھم الخ

(المائدہ: ۴۹)

۳۔ بنی اسرائیل کے اہل اقتدار قانون خدا کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ ان کی تعریف کی گئی ہے۔

اس چیز کو اہل کتاب کی خوبی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان میں لاتعداد خرابیاں بیان ہوئی ہیں لیکن اس کے ساتھ ان کی خوبی کو بھی بیان کیا ہے کہ ان کے نیک لوگ خدا کے حکم کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔

قرآن پاک میں ان لوگوں کو کافر۔ فاسق۔ ظالم ٹھہرایا ہے جو قرآن کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے۔ سورۃ المائدہ کی آیات نمبر ۴۶-۴۵-۴۴ میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ

فاولئك ھم الظلمون

ومن لم یحکم بما انزل اللہ

فاولئك ھم الکفرون

ومن لم یحکم بما انزل اللہ

فاولئك ھم الفسقون

نتیجتاً جو شخص واضح طور پر قانون اسلامی کے خلاف فیصلہ صادر کرتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔

۵۔ قانون خداوندی کے خلاف کیا جانے والا ہر فیصلہ جاہلیت پر مبنی ہے۔

خواہ وہ جاہلیت جدیدہ ہو یا قدیم۔ جو بات بھی قرآنی روح کے خلاف ہو گی وہ جہالت ہو گی اور جہالت کا انجام گمراہی۔ بربادی۔ رسوائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ المائدہ ۵۰ میں حکم خداوندی ہے۔

افحکم الجاھلیة یبغون۔

ومن احسن من اللہ حکما

لقوم یوقنون۔

یہودیوں اور نصرانیوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خوف کی وجہ سے کوئی خلاف قانون فیصلہ نہ فرمائیں۔

اس کی اہمیت ہمارے لئے ہے۔ اس بات کا امکان نہیں ہو سکتا۔ ہمارے لئے یہ تنبیہ ہے کہ ہم جاہلیت جدیدہ کے رعب میں آ کر قرآنی نفاذ سے پیچھے رہ جائیں اور ایسا کرنے سے ہم کافر، ظالم فاسقوں میں شمار ہوں۔

افادیت:۔

۱۔ اسلامی سزاؤں کی سب سے بڑی افادیت یہ ہے کہ معاشرہ کے اندر سے جرم کا قلع قمع کر دیتی ہے اور آئندہ کے لئے ارتکاب جرم کی راہیں مسدود کر دیتی ہیں۔ یعنی اگر والسارق والسارقۃ کے لئے فاقطعوا ایدیھما کا قانون نافذ ہے تو کوئی شخص بھی اس کی جرأت نہیں کریگا اور نتیجتاً معاشرے میں امن و سکون۔ اطمینان۔ اعتماد۔ ترقی و عروج کا دور دورہ رہے گا اور معاشرہ سزا کا سزاوار رہے گا۔

۲۔ یہ سزائیں تلافی نقصان کا سبب بھی بنتی ہیں جو کہ قانون کی ایک اہم افادیت ہے۔ مثلاً قتل کی صورت میں دیت کا اصول نقصان رسیدہ کی تلافی کی ایک صورت ہے جس سے اس کے پسماندگان کے لئے تحفظ کی ایک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اس سے قتل بڑھتے اور رواج پاتے ہیں کہ اہل ثروت میں سے ہر ایک دولت کے بل بوتے پر قتل کا مرتکب ہوگا۔ تو اس کا ایک ہی جواز ہے کہ دیت صرف اور صرف اس صورت میں ہے کہ جب قتل خاندانی رقابت کی وجہ سے دیرینہ صورت اختیار کر گئے ہوں اور ان کو ختم کرنے کے لئے ہے۔ سفاکی کے قتل کی صورت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرح چوری اور ڈاکہ میں چونکہ نقصان رسیدہ کی تلافی کی صورت میں ہی اس کا بھلا ہو سکتا ہے اس لئے اس کی گنجائش موجود ہے۔ اگرچہ اس میں فقہی اختلاف موجود ہے۔

۳۔ زنا اور قذف کی صورت میں چونکہ تلافی ممکن نہیں ہے اس لئے مرتکب جرم کے لئے سخت سزائیں مقرر کر دی گئی ہیں تاکہ کوئی اس جرم کا ارتکاب نہ کرے۔

(انسانی نفسیات کی رعایت)

یہ سزائیں دھاندلی پر مبنی نہیں ہیں کہ جب جی چاہا کسی کو سزا دے دی۔ یہاں نفاذ حد سے پہلے جرم کی معاشرتی، مذہبی، نفسیاتی خرابیوں کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ ہر ذی شعور انسان اس جرم کے ارتکاب سے محفوظ رہے اور نفاذ حد کے بعد اہمیت قانون کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً زنا کی صورت میں فرمایا گیا۔

I قل للمومنین یغضوا من ابصارھم

II قل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن

یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ زنا کا پہلا زینہ آنکھیں ہیں۔ قرآن اس کے سبب کے ختم کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ جرم کی نوبت ہی نہ پہنچے۔

پھر فرمایا لا تقربوا الزنا کیونکہ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی اس کا مرتکب ہو تو اس کے لئے سزا ضروری ہے۔ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی سزائیں سخت ہیں مگر تاریخ شاہد ہے کہ یہ سزائیں قدیم جاہلیت کے قوانین کے مقابلے میں نہایت ہی موزوں ہیں۔ یہاں انسانوں کو کتوں سے پھڑوا دیا جاتا تھا۔ گرم تیل میں ڈالا جاتا۔ پہاڑوں کی چٹانوں سے نیچے گرا دیا جاتا اور درد فرسا سزائیں دی جاتیں۔ اور جاہلیت جدیدہ بھی اس بات کو تسلیم کر رہی ہے کہ جرم کو ختم کرنے کے لئے اگر سزا مقرر کی جاتی ہے تو یہ صرف اسلامی سزاؤں کے ذریعے دنیا کا کوئی دوسرا قانون انسداد جرم کا فریضہ ہرگز انجام نہیں دے سکتا۔ اور پورا یورپ زنا ڈاکہ چوری کے ہاتھوں مجبور ہو کر سنجیدگی سے ان کے اختتام اور انسداد کے لئے سنگین سزائیں مقرر کرنے کی طرف غور کر رہا ہے۔



سندھ کے تمام اضلاع میں رکن سازی کے ناظم مقرر کر دیئے گئے۔

صوبائی تنظیمی کمیٹی کا اجلاس اور رکن سازی کا آغاز

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی تنظیمی کمیٹی کا اجلاس ۲۶ اکتوبر سکھر میں مرکزی سیکرٹری اطلاعات اور مرکزی تنظیمی کمیٹی کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں تنظیمی امور اور سندھ میں رکن سازی کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کی رضاکار تنظیم انصار الاسلام کے سالار اعظم خواجہ عبد الرؤف، صوبائی تنظیمی کمیٹی کے سربراہ مولانا محمد مراد، مولانا عبد الرزاق عزیز، حاجی کرامت اللہ، مولانا غلام قادر اور حاجی محمد حسین کاپڑیا شریک ہوئے اور رکن سازی کے لئے صوبہ سندھ کے تمام اضلاع میں مندرجہ ذیل آرگنائزر مقرر کئے گئے:۔

کراچی غربی : مولانا نور الہدیٰ
" جنوبی : ڈاکٹر محمد شریف
" شرقی : قاری حضرت ولی
حیدرآباد : حاجی شبیر احمد
تھرپارکر : محمد عاشق
ٹھٹھہ : مولانا عبد الغفور
بدین : غلام رسول
دادو : محمد شفیع
خیرپور : مولانا عبد الغنی
نواب شاہ : حافظ محمد حسن
سکھر : مولانا محمد یعقوب
لاڑکانہ : مولانا عبد القادر بڑہی
شکارپور : مولانا حضور دین
جیکب آباد : مولانا عبد الرحیم
سانگھڑ : عرفان قادری

اجلاس میں طے پایا کہ صوبائی تنظیمی کمیٹی کے ارکان میں سے

مولانا عبد الرزاق عزیز۔ کراچی ڈویژن میں
حاجی کرامت اللہ ۔ حیدرآباد ڈویژن میں
اور مولانا غلام قادر سکھر ڈویژن میں

رکن سازی کے نگران ہوں گے اور وہ اپنی سہولت کے لئے مشاورتی کمیٹیاں بھی مقرر کر سکتے ہیں جبکہ ریٹائرڈ صوبیدار گل عنایت شاہ صوبہ میں جمعیۃ کی رضاکار تنظیم انصار الاسلام کی تنظیم نو کریں گے۔

اجلاس کے فیصلے کے مطابق صوبائی تنظیمی کمیٹی کا دفتر نزد میری ویدر ٹاور کراچی میں ہوگا اور اس کے انچارج مولانا عبد الرزاق عزیز ہوں گے اور کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۲۱۔ دسمبر کو سکھر میں ہوگا۔

اجلاس کے بعد مدرسہ محمودیہ سکھر میں جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی و ضلعی عہدہ داروں اور کارکنوں کی ایک پُر ہجوم تقریب مرکزی نائب امیر مولانا عبد الکریم آف بیر شریف کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں جمعیۃ کے صوبائی امیر مولانا سید محمد شاہ امروٹی نے فارم رکنیت پُر کر کے صوبہ میں جمعیۃ کی رکن سازی کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مولانا عبد الکریم نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ رکن سازی کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے سرگرم جدوجہد کریں اور اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بے لوث محنت کریں۔

آپ نے کہا جمعیۃ علماء اسلام اس ملک میں علماء حق کی جدوجہد اور روایات کی وارث ہے اور وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ حکومت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ حکومت میں شامل ہونے والی پارٹیاں زیادہ سے زیادہ منظم اور مستحکم ہوں اور سیاسی کارکن معاشرہ میں لوگوں کے مسائل حل کرانے کے لئے شب و روز محنت کریں۔ آپ نے بتایا کہ ملک بھر میں جمعیۃ کی رکن سازی کا آغاز ہو چکا ہے جو چار ماہ تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد ابتدائی، ضلعی اور صوبائی عہدہ داروں کے انتخابات عمل میں لائے جائیں گے اور اگلے سال اگست میں آئندہ تین سال کے لئے جمعیۃ کے مرکزی عہدہ دار چنے جائیں گے۔

تقریب سے خواجہ عبد الرؤف، مولانا محمد مراد، مولانا قائم الدین، عبد المجید ایڈووکیٹ اور حاجی محمد حسین کاپڑیا نے بھی خطاب کیا۔

بلوچستان کے اضلاع میں رکن سازی کے لئے نظماء کا تقرر

صوبائی تنظیمی کمیٹی کے اجلاس میں اہم فیصلے

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی تنظیمی کمیٹی اور بلوچستان کی صوبائی تنظیمی کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۲۵ اکتوبر دفتر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان میں منعقد ہوا جس کی صدارت پارٹی کے مرکزی

سیکریٹری اطلاعات اور مرکزی تنظیمی کمیٹی کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی نے کی۔ اجلاس میں مرکزی اور صوبائی تنظیمی کمیٹیوں کے ارکان کے علاوہ جمعیۃ کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد، صوبائی تنظیمی کمیٹی کے سربراہ مولانا محمد خان شیرانی اور انصار الاسلام کے سالار اعظم خواجہ عبدالرؤف نے بھی شرکت کی۔

اجلاس میں جمعیۃ کی تنظیمی صورتحال اور بلوچستان میں رکن سازی کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا اور صوبہ کے تمام اضلاع میں رکن سازی کے لئے مندرجہ ذیل حضرات کو آرگنائزر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا:۔

ضلع کوئٹہ : حافظ حسین احمد
" پشین : مولانا عبداللہ اخوندزادہ
" لورالائی : " عبدالکریم
" ژوب : مولانا حبیب الرحمٰن کبزئی
" چاغی : حاجی ملیند خان
" قلات : قاضی عبدالستار
" خضدار : مولانا قمر الدین
" خاران : " عبدالشکور
" پنجگور : " مولی بخش
" تربت : " عبدالحق
" گوادر : " عبدالرحمٰن
" سبی : " جان محمد
" نصیر آباد : میر علی محمد
" کچھی : مولانا عبدالرزاق

ضلع سبیلہ، مری کوہلو ایجنسی اور بگٹی ایجنسی کے لئے آرگنائزروں کا اعلان بعد میں کیا جائیگا۔

اجلاس میں طے پایا کہ صوبائی تنظیمی کمیٹی کے ارکان میں سے مولانا رحمت اللہ مکران ڈویژن میں
مولانا محمد صدیق شاہ قلات ڈویژن میں
میر مہابت خان بارو زئی سبی
اور مولانا محمد اسحٰق کوئٹہ
رکن سازی کی مہم کی نگرانی کریں گے جبکہ حاجی محمد یٰسین انصار الاسلام کی تنظیم نو کریں گے۔

اجلاس میں طے پایا کہ صوبائی تنظیمی کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۲۰ دسمبر بروز بدھ کوئٹہ میں ہو گا جس میں رکن سازی کی رفتار اور دیگر امور کا جائزہ لیا جائے گا۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ بلوچستان دیندار اور غیور مسلمانوں کا صوبہ ہے اور یہاں کے عوام نے ہر دور میں حق اور اہل حق کی حمایت کی ہے اور آئندہ بھی اس خطہ کے عوام پورے جوش و خروش کے ساتھ علماء حق کا ساتھ دیں گے۔ آپ نے کہا ملک گیر اور قومی سیاسی پارٹی کی حیثیت سے جمعیۃ علماء اسلام ملکی سالمیت کے تحفظ، قومی یکجہتی کے فروغ اور اسلامی نظام کے نفاذ کو اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں وہ کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گی۔

آپ نے جمعیۃ کے صوبائی و ضلعی کنوینروں پر زور دیا کہ وہ قریہ قریہ، بستی بستی پھیل کر بلوچستان کے غیور دیندار عوام کو علماء حق کے پلیٹ فارم پر منظم اور متحد کردیں اور اپنے عمل اور محنت کے ساتھ دنیا پر یہ حقیقت واضح کردیں کہ جمعیۃ علماء اسلام ہی بلوچستان کی سب سے بڑی اور منظم سیاسی جماعت ہے۔

آپ نے بتایا کہ ملک بھر میں جمعیۃ کی رکن سازی کا آغاز ہو چکا ہے جو ربیع الاول کے آخر تک جاری رہے گی، اور اس کے بعد ابتدائی، ضلعی، صوبائی اور مرکزی عہدہ داروں کے انتخابات عمل میں لائے جائیں گے۔

اجلاس کے بعد جمعیۃ کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے ایک سادہ تقریب میں فارم رکنیت پر کر کے صوبہ میں جمعیۃ کی رکن سازی کی مہم کا آغاز کیا اور جمعیۃ کی ترقی و استحکام کے لئے دعا فرمائی۔

کمہار منڈی ملتان:

گذشتہ دنوں اظہر العلوم محلہ محمد پورہ میں جمعیۃ علماء اسلام کمہار منڈی و گردونواح کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت حکیم مختار احمد صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید جناب قاری محمد قاسم صاحب نے کی۔

ملک محمد اکبر صاحب نے گذشتہ تین سالوں کی کاروائی پر روشنی ڈالی۔ اجلاس میں پیر طریقت حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اجلاس نے ان کی مغفرت کے لئے دعائے خیر کی اور ان کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

ان کے بعد اس علاقے کی عظیم مذہبی سیاسی سماجی شخصیت جناب مولانا عبدالحق مجاہد صاحب نے ولولہ انگیز خطاب کیا۔ انہوں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ ابھی امام الہند مولانا آزاد، شیخ الہند اور مولانا حسین احمد مدنی کے روحانی فرزند زندہ ہیں۔ ہم ہر اس مقابلے کا ارادہ رکھتے ہیں جو ہمارے بزرگوں کو بدنام کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔

ان کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم نو کے بارے میں جو رکنیت سازی ہو رہی ہے اس کے لئے باہمی مشورے سے ہر علاقے کے لئے کنوینر منتخب کئے گئے۔

کنوینر برائے رکنیت سازی:

کمہار منڈی : جناب ملک محمد اکبر صاحب
" حبیب الرحمٰن صاحب
ولایت آباد کالونی : جناب حکیم مختار احمد صاحب
ٹمبر مارکیٹ : جناب پیر سید محمد بادشاہ صاحب
شجاع آباد روڈ : جناب مولانا علاؤ الدین صدیقی صاحب
چاہ تھلے والا : جناب سرفراز احمد صدیقی
" محمد علی احراری
" محمد ایوب فاروق قریشی
لیاقت آباد : " ریاض احمد انجم صاحب
" نذیر احمد صاحب
لطیف آباد : " محمد رفیق ظفر صاحب
" حاجی اسداللہ صاحب
محلہ محمد پورہ : مولانا عبدالحق مجاہد صاحب
گراس منڈی : " محمد شوکت صاحب

اجلاس کے آخر میں قائد اسلامی انقلاب حضرت مفتی محمود صاحب کی ذات عالیہ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور ان کے لئے دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ طے پایا کہ آئندہ اجلاس ۴ نومبر کو منعقد ہوگا۔

پاکستان قومی اتحاد کے وفاقی وزراء جہلم میں

نظامِ شریعت اس ملک کا مقدر بن چکا ہے۔

تینوں وفاقی وزراء کا خطاب

۱۷ ستمبر دینہ میں: پاکستان قومی اتحاد ضلع جہلم کے صدر اور جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے صوبائی نامزد امیدوار چوہدری فضل الٰہی تاجپوری کی معیت میں بندہ نے دینہ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے تینوں وفاقی وزراء کو دعوت دی جس کے مطابق وہ مورخہ ۱۷ ستمبر کو پانچ بجے کے قریب دینہ تشریف لائے۔ تقریباً ایک سو کاروں اور سکوٹروں کے کارواں نے خوش آمدید کہا۔ وہ ساتھی جو تحریک نظام مصطفےٰ کے دوران جیلوں میں جمع تھے۔ یہ شہر جہلم کی سڑکوں پر جان ہتھیلیوں پر رکھے کفن بردوش جلوس میں ملتے تھے، آج اتحاد کے وزراء کا استقبال کرتے ہوئے خوشیوں سے بغل گیر ہو رہے تھے۔

وفاقی وزراء آتے ہی

مسجد چلے گئے:

تینوں وزراء کاروں سے اترتے ہی منگلا روڈ کی جامع مسجد میں نماز عصر کی ادائیگی کے لئے چلے گئے۔ نماز ادا کرکے اسٹیج پر تشریف لائے۔ جہلم کے اے۔ سی نے مذہبی اجتماعات پر بھی پابندی لگائی ہوئی تھی اس لئے مرکزی وزراء بھی بغیر لاؤڈ اسپیکر کے احترام قانون کے پیش نظر خطاب کر رہے تھے۔

ابتدا سپاسنامہ سے ہوئی جس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ڈپٹی کمشنر جہلم کو ضلع کے اہم ترین مسائل سے بھی کوئی خاص لگاؤ نہیں۔ مولانا غلام اللہ خان نے آغاز میں مفتیٔ اعظم مفتی محمود کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تاریخ کا پہلا موقعہ ہے کہ تین وفاقی وزراء شلوار قمیص میں اور سنت کے مطابق داڑھی والے چہرے لے کر تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے بنی وزارتوں میں نماز کی جماعت شروع کروا دی ہے۔

حاجی فقیر محمد نے فرمایا کہ انشاء اللہ نظام شریعت کے نفاذ کے سلسلے میں ہم کسی قسم کی غفلت نہیں کریں گے۔

ہیلتھ منسٹر میر صبح صادق کھوسو نے اعلان کیا کہ ہم عوامی سطح تک قریہ قریہ پہنچ کر مسائل تلاش کر کے حل کریں گے۔

حاجی محمد زمان خان اچکزئی

وزیر بلدیات و دیہات

نے کہا کہ ہمیں ملنے میں کوئی دشواری نہیں۔ آسانی سے آکر آپ ملاقات کر سکتے ہیں اور جاتے ہوئے کسی بھی جگہ ہماری کار روک کر ہمیں حکم دے سکتے ہیں۔ علماء کرام ہماری راہنمائی فرمائیں اور آپ لوگ بھی علماء کی راہنمائی میں نظام شریعت پر عمل پیرا ہوں۔ ڈپٹی کمشنر اور باقی افسران اپنے آپ کو عوام اور غریب مسلمانوں کا خادم سمجھ کر غریب لوگوں سے رابطہ رکھیں اور ان کے مسائل معلوم کر کے حل کریں۔

وزیر بلدیات و دیہات جہلم میں:

۲۷ ستمبر: اچکزئی صاحب ٹاؤن ہال جہلم میں تشریف لائے۔ ڈپٹی کمشنر کے خلاف آزادانہ اور شکایات والی پاکستان کی تاریخ میں شاید پہلی کھلی کچہری تھی جس میں پاکستان قومی اتحاد ضلع جہلم نے کئی مسائل پر مشتمل سپاسنامہ پیش کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے اطمینان دلایا کہ انشاء اللہ ان مسائل کو حل کرنے میں پوری کوشش کی جائے گی۔ مسائل میں شہر جہلم میں سوئی گیس مہیا کرنے، صفائی کا انتظام صحیح کرنے، ڈسٹرکٹ سینٹرل میں ڈاکٹر اور دواؤں کے معقول انتظام، آڑہ گنا لیال شیخوپورہ (وارث روڈ) کی خستہ حالی کے پیش نظر جلد مرمت کرنے، ڈومیلی کی سڑک کے سوہن کے دس گز پل کی جلد تعمیر وغیرہ شامل تھے۔

آخر میں **اچکزئی** صاحب نے فرمایا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپ کے ضلع کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دی گئی۔ انشاء اللہ اس کو اہمیت دی جائے گی اور مقامی انتظامیہ بھرپور کوشش کرے گی۔ وفاقی وزیر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور مختصر خطاب کے بعد سینکڑوں مذہبی بھی خوشیوں سے رواں اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

ماہانہ مجلس ذکر

ماہانہ مجلس ذکر ۵ نومبر ۷۸ء بروز اتوار بعد نماز مغرب خضراء مسجد سمن آباد میں زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم منعقد ہوگی انشاء اللہ۔ دعوت عام ہے۔

مولانا زاہد الراشدی نے جماعتی

راہ نماؤں سے تبادلہ خیالات کیا

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم برائے تنظیمی امور مولانا زاہد الراشدی نے ۲۲ اکتوبر کو کوہاٹ اور بنوں میں اور ۲۳ اکتوبر کو ژوب میں جماعتی راہنماؤں اور کارکنوں سے تنظیمی امور پر تبادلۂ خیالات کیا۔ سالار اعظم خواجہ عبد الرؤف بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے ژوب میں علماء اور طلباء کے مشترکہ اجتماع سے خطاب کیا اور مولانا سید شمس الدین شہیدؒ اور مولانا سید میرک شاہؒ کے مزارات پر فاتحہ خوانی کی۔

دن دہاڑے چوری کی واردات:

شاعر جمعیۃ العلماء اسلام جناب سید امین گیلانی صاحب کے برادر بزرگ سید علاؤ الدین گیلانی جو عرصہ ۲۳ سال سے لکشمی چوک نزد بٹ سویٹ ہاؤس گھڑی سازی کا کام کرتے تھے۔ ان کا کیبن جس میں ڈیڑھ سو کے لگ بھگ گاہکوں نے گھڑیاں

سوا تین سو روپے نقد اور دیگر ضروری کاغذات وغیرہ بھتے چوری ہو گیا۔ وہ پریشانی کے عالم میں اپنے حلقے کے تھانہ کے پاس رپورٹ کے لئے گئے۔ لیکن تھانہ کے اہلکاروں کی سستی کے باعث رپورٹ لکھوانے میں ناکام رہے۔ بعد از بسیار دشواری رپورٹ درج ہوئی مگر اب جبکہ ۲۵ دن گذر چکے ہیں اس سلسلے میں کوئی مثبت قدم متعلقہ افسران کی طرف سے نہیں اٹھایا گیا۔ سید علاؤ الدین گیلانی شریف النفس اور انتہائی قابلِ احترام خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے خاندان کی ملکی و ملی خدمات کے پیش نظر پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس حاجی حبیب الرحمٰن صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اس معاملے میں بذات خود مداخلت کرکے چوروں کو گرفتار کرکے مال برآمد کرائیں۔

مولانا بنوری نے سرحد میں رکن سازی کا آغاز کیا

صوبائی تنظیمی کمیٹی کا اجلاس اور اہم صلاح مشورے

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی تنظیمی کمیٹی کا اجلاس ۱۲ر اکتوبر کو صوبائی دفتر پشاور میں منعقد ہوا جس کی صدارت مرکزی تنظیمی کمیٹی کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی نے کی۔ اجلاس میں صوبہ میں رکن سازی کے انتظامات اور دیگر تنظیمی امور پر غور کیا گیا۔

اجلاس کے بعد دارالعلوم سرحد میں ایک سادہ اور پروقار تقریب میں صوبہ سرحد کے امیر حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوری نے فارم رکنیت پُر کرکے صوبہ سرحد میں جمعیۃ کی رکن سازی کا آغاز فرمایا۔ تقریب میں مولانا زاہد الراشدی سالار اعظم خواجہ عبدالرؤف، صاحبزادہ عبدالباری جان، مولانا لطف الرحمٰن، مولانا فضل رازق، مولانا عزیز الرحمٰن اور دیگر حضرات نے بھی شرکت کی۔ مولانا بنوری نے جمعیۃ کی رکن سازی کی مہم کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور کارکنوں کو تلقین کی کہ وہ اس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے سرگرم جدوجہد کریں۔

مملکت پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ کیا جائے۔

صوبائی حکومتیں جلد تشکیل کی جائیں۔ حضرت درخواستی مدظلہ العالی

خان پور: گذشتہ روز جمعۃ المبارک کے عظیم الشان اجتماع سے جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مملکت پاکستان کا وجود صرف نظام محمدی کے لئے قائم کیا گیا تھا اب اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے منزل قریب ہے۔ مملکت پاکستان میں جلد ہی اسلامی نظام کا نفاذ کیا جائے کیونکہ اسلام میں ہر شخص کے حقوق کا تحفظ ہے۔ مزدور، کسان، کاشتکار طالب علموں کے پورے پورے حقوق موجود ہیں اسلام کا معاشی نظام جس میں ہر دکھی انسانیت کے لئے مسرت کا پیغام ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ آج ملک میں جہالت کی وجہ سے دہریت کا سیلاب آرہا ہے۔ کفر کی آندھیاں زوروں پر ہیں۔ اس کا انسداد صرف اسلام میں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حال ہی میں میں نے بلوچستان کا دورہ کیا۔ وہاں منکرین ختم نبوت کا ایک اور ٹولہ ذکری فرقہ جنم لے رہا ہے۔ حکومت کو فوری طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔

انہوں نے فرمایا کہ پیپلز پارٹی کے تخریب کار نے ملک میں توڑ پھوڑ کی کارروائیاں شروع کر دی ہیں انتظامیہ کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کی خاطر میں اپنی جماعت جمعیۃ علماء اسلام کو بھی حکم دیتا ہوں کہ ہر جگہ عوام کی جان و مال کے تحفظ کی خاطر کمیٹیاں بنائیں اور قومی اتحاد کے ساتھ مل کر پیپلز پارٹی کے عزائم کو خاک میں ملا دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اسلام میں خودکشی حرام ہے اور خودکشی کرنے والے جہنمی ہیں اس لئے جو لوگ تن سوزی کر رہے ہیں وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور خدا کے غضب اور قہر کو دعوت دے رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تن سوزی کرنے والے خدا سے معافی مانگیں ورنہ خدا کی پکڑ بہت سخت ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ موجودہ حالات کے اندر صدر ضیاء الحق کو چاہیئے کہ وہ فی الفور صوبوں میں حکومتوں کی تشکیل کر دیں تاکہ عوام کے مسائل جلدی حل ہوں ورنہ بہت پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔



طلباء کی سرگرمیاں

مرتبہ:- ظہیر میر

علماء حق کی قیادت میں اپنی کوششوں کو تیز تر کر دیجئے۔

(وفاقی وزیر برائے امور کشمیر وقبائلی علاقہ جات)

نئے عزم اور ولولے سے کام کیجئے۔ انشاء اللہ کامیابی جلد آپ کے قدم چومے گی۔

(کارکنوں کے نام جناب ندیم اقبال اعوان کا پیغام)

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے کارکنوں نے انتہائی نامساعد حالات میں جس طرح ملک بھر کے کالجز اور یونیورسٹیز یونین الیکشن میں جس ہمت اور حوصلے سے حصہ لیا ہے اس پر جناب ندیم اقبال اعوان قائمقام مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے ایک پیغام میں انہیں مبارک باد دی ہے۔ آپ نے کہا کہ صوبہ پنجاب کے متعدد کالجز میں جمعیۃ طلباء اسلام کی کامیابی کی خبر سن کر مجھے انتہائی خوشی ہوئی ہے۔ آپ نے کارکنوں کے نام مبارکباد کے پیغام میں کہا ہے کہ جہاں جہاں اللہ کے فضل سے آپ نے کامیابی حاصل کی ہے اور جہاں نامساعد حالات کی وجہ سے آپ کامیاب نہیں ہو سکے ان تمام کالجوں اور یونیورسٹیز میں نئے عزم اور ولولے سے جماعتی کام کی ابتدا کیجئے۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا مقصد اس ملک میں علماء حق کی قیادت میں رضائے الٰہی کے حصول کیلئے جدوجہد کرنا ہے۔ آپ نے اپنے پیغام کے آخر میں امید ظاہر کی ہے کہ اگر آپ لوگوں نے اپنی سابقہ روایات کے پیش نظر محنت، لگن اور خلوص سے کام جاری رکھا تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

رستم ضلع سکھر (انتخاب)

سرپرست : حضرت مولانا عبدالحق صاحب
صدر : حافظ عبدالستار پنہوار
نائب صدر : خیر محمد بروہی
ناظم عمومی : دین محمد قریشی
ناظم : عبداللہ پنہوار
" اطلاعات : عبدالحمید مہر
" مالیات : عبدالستار آرائیں

سومرانی شریف (انتخاب)

صدر : بشیر احمد جتوئی
ناظم عمومی : فتح محمد قاسمی
" اطلاعات : شبیر احمد پنہوار
" مالیات : عبدالحئی مہر

حافظ آباد (ضلع گوجرانوالہ)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت شیخ محمد اکرم صدر جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کے سرپرست جناب قاضی محمد اقبال تھے مہمان خصوصی نے نئی مجلس عاملہ سے حلف وفاداری لینے کے بعد طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ انتہائی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اس فتنہ و فساد کے زمانے میں علماء حق کی اقتداء میں رضائے الٰہی کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ اگر آپ لوگ انہی اغراض و مقاصد کے تحت کام کرتے رہے تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اجلاس سے جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کے صدر جناب شیخ محمد اکرام نے بھی خطاب کیا۔

تنظیمی دورہ:

جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی ڈویژن کے کنوینر اور جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی کنوینگ کمیٹی کے رکن جناب محمد محسن راہی نے اپنے تنظیمی سلسلے میں ضلع اٹک کا دورہ کیا اور اس موقع پر قاضی محمد راشد الحسینی کو ضلع اٹک کا کنوینر مقرر کیا۔ یہ تقرر حسین احمد قریشی سابق کنوینر کی جگہ عمل میں لایا گیا۔ حضرو میں طلباء کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے محسن راہی نے کہا کہ ہم علماء حق کی قیادت میں ارض وطن میں اسلامی نظام کے نفاذ اور اسلامی نظام تعلیم کے لئے کوشاں ہیں۔ لہٰذا طلباء کو متحد ہو کر اس مقدس مشن کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ آپ نے ضلع راولپنڈی کے دورے میں تحصیل مری، تحصیل گوجرخان واہ کینٹ کا بھی دورہ کیا اور وہاں تنظیمی کارکردگی کا جائزہ لیا۔

واہ کینٹ:

وفاقی وزیر برائے امور کشمیر وقبائلی علاقہ جات جناب حاجی فقیر محمد خان جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی ڈویژن کے کنوینر محمد محسن راہی کی دعوت پر واہ کینٹ تشریف لائے۔ جمعیۃ طلباء اسلام واہ کینٹ کی طرف سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر نے کہا کہ ہم اسلامی

نظام کے جلد نفاذ اور انتخابات کے لئے فضا سازگار بنانے کے لئے ہی حکومت میں شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے نوجوان طلباء کو علماء حق کی قیادت میں اسلامی نظام کے لئے کوشش کرنے پر مبارک باد دی۔ استقبالیہ میں قاری سعید الرحمن امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع راولپنڈی۔ شیخ اختر حسین ایڈوکیٹ شیخ محمد شریف۔ قاری محمد امین۔ حاجی محمد صابر امیر جمعیۃ علماء اسلام واہ کینٹ۔ ڈاکٹر محمد اجمل ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام واہ کینٹ۔ عتیق عالم صدر جمعیۃ طلباء اسلام واہ کینٹ اور انتصار حسین قریشی کے علاوہ بہت سے طلباء نے شرکت کی۔ بعد میں متعلق وفود نے وفاقی وزیر سے ملاقات کی اور اپنے مسائل بیان کئے۔ مزدور وفد کی قیادت مزدور راہنما شیخ عمر حیات اور بابا اکرم نے کی۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کی یاد میں تقریب:

جمعیۃ طلباء اسلام پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ کے کارکنان کا ایک اجتماع بسلسلہ یاد تقریب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ منعقد ہوا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے ناظم اطلاعات جناب سیف اللہ خالد تھے۔ مہمان خصوصی نے حضرت شیخ الہندؒ کی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور طلباء کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

گومل یونیورسٹی، شاندار کامیابی:

جمعیۃ طلباء اسلام کے درج ذیل نامزد کردہ امیدواران بھاری اکثریت سے گومل یونیورسٹی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

صدر : احمد علی

نائب صدر : شوکت اللہ

جوائنٹ سیکرٹری : فخر الاسلام

ان کے علاوہ کلاس نمائندہ برائے تھرڈ ایئر بھی بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ڈیرہ اسمٰعیل کے ناظم عمومی جناب حامد علی نے ایک بیان میں کامیاب ہونے والے ساتھیوں کو مبارکباد دی ہے۔

ڈونگہ بونگہ (انتخاب)

صدر : شیخ محمود اختر صابر

نائب صدر : عطاء الرحمن

ناظم عمومی : محمد شبیر چوہان

ناظم : محمد اختر جاوید ملک

〃 اطلاعات : محمد طیب نوید ملک

دریں اثنا ڈونگہ بونگہ میں ایک دارالمطالعہ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ احباب سے تعاون کی اپیل ہے۔

ضلع حیدر آباد:

جمعیۃ طلباء اسلام حیدر آباد کا ایک انتخابی اجلاس زیر صدارت جناب بشیر احمد قریشی ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ منعقد ہوا۔ اجلاس میں آئندہ دو سال کے لئے نئے عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور اتفاق رائے سے درج ذیل حضرات عہدیداران منتخب ہوئے:

صدر : مقصود احمد

نائب صدر : محمد سلیم شیخ

ناظم عمومی : عبدالاحد شفیق

〃 : محمد خالد

〃 اطلاعات : محمد عثمان پاشا

〃 مالیات : عبدالسلام قریشی

اور سندھ یونیورسٹی کے لئے جناب عبدالسلام کو کنوینر مقرر کیا گیا۔

دارالعلوم ربانیہ (فیصل آباد):

انتخاب

صدر : عبدالحیٔ میمون

ناظم : محمد طیب ضیاء

〃 اطلاعات : حافظ محمد ادریس

〃 مالیات : حافظ محمد سلیم

رحیم یار خان:

ٹیکنیکل کالج رحیم یار خان کے انتخابات میں جمعیۃ طلباء اسلام کے نامزد کردہ امیدواران جناب حامد محمود صدر اور شاہد ندیم جنرل سیکرٹری منتخب ہو گئے ہیں۔

صادق آباد (انٹر کالج) شاندار کامیابی:

جمعیۃ طلباء اسلام کے نامزد کردہ امیدواران بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ کامیاب ہونے والے امیدواران درج ذیل ہیں:۔

صدر : سمیع اللہ بٹ

جنرل سیکرٹری : محمد افضل چوہدری

جوائنٹ سیکرٹری : نصر اللہ خان

ان کے علاوہ کلاس نمائندگان میں فرسٹ ایئر کے عبدالمجید خان۔ سیکنڈ ایئر کے اللہ رکھا بھی جمعیۃ طلباء اسلام کے امیدواران کی حیثیت سے کامیاب ہو گئے ہیں۔

مدرسہ عربیہ اشرف المدارس (فیصل آباد):

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ عربیہ اشرف المدارس گورونانک پورہ فیصل آباد کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا محمد یعقوب ناظم اعلیٰ مدرسہ اشرف المدارس منعقد ہوا۔ بعد میں از سر نو انتخابات عمل میں لائے گئے اور اتفاق رائے سے درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

سرپرست : حضرت مولانا عبدالعلیم جالندھری

صدر : خلیل الرحمن انوری

نائب صدر : طارق مسعود چوہدری

ناظم عمومی : عبدالجلیل قاسم

ناظم : محمد اسحٰق شیخوپوری

〃 اطلاعات : قاری عبدالرؤف عثمانی

پروپیگنڈہ سیکرٹری : عبدالمجید ندیم

ناظم ماليات : محمد عبداللہ مزاری